ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۲۰	ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ / فروری ۲۰۲۱ء	شمارہ : ۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش "بیت الحمد" : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
عام اِنتخابات سے متعلق سوالات و جوابات	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۳
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۱۹
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۳
مروجہ محفل میلاد	حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحبؒ	۲۵
مکتوب گرامی حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب		۴۲
خطاب لاجواب	حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری	۴۴
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۵۵
صحابہ رضی اللہ عنہم کی زِندگی اَور ہمارا عمل	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۷
تقریظ و تنقید	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۶۰
اَخبار الجامعہ		۶۳

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

۲۴ر جنوری کے روزناموں میں یہ خبر جلی سُرخیوں سے شائع ہوئی کہ

''سینٹ میں اُردو کو دفتری سرکاری زبان کے طور پر رائج کرنے کی قرارداد پر بحث کے دَوران اَراکینِ سینٹ نے حکومت سے یہ مطالبہ کیا کہ اُردو کو دفتری زبان کے طور پر رائج کرنے کا فوری طور پر نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔''

پاکستان جو کہ براعظم ایشیاء میں واقع ہے اَور جنوبی ایشائی ممالک میں جغرافیائی اِعتبار سے اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے اِس کے رہنے والے بہت سی علاقائی زبانیں بولتے ہیں ''اُردو'' یہاں کی سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان کی حیثیت سے رابطہ زبان بھی ہے اَور قومی بھی۔ یہ زبان سہل بھی ہے اَور معانی کو اپنے اَندر سمیٹنے کے اِعتبار سے اِس کا دَامن بہت وسیع ہے ستر برس سے غیروں جیسے سلوک کے باوجود یہ نہ صرف اپنے کو باقی رکھے ہوئے ہے بلکہ ترقی بھی کرتی چلی جارہی ہے۔

اُردو کی سب سے پہلی لُغت آج سے سات سو برس قبل ۷۹۵ھ میں لکھی گئی جبکہ اَنگریزی کی سب سے پہلی لُغت تقریبًا آج سے چارسو سال قبل سن ایک ہزار ہجری میں لکھی گئی اِس اِعتبار سے

اُردو کی عمر اَنگریزی سے دو سو سال سے بھی زیادہ ہوئی اَور برصغیر میں اُردو کڑوروں اَفراد کی مادری زبان ہے دُنیا کے ہر ملک میں کم وبیش اِس کے سمجھنے اَور بولنے والے موجود ہیں جبکہ برصغیر کے اَعلیٰ واَدنی تعلیم یافتہ گھرانوں میں اُردو بولنا شائستگی اَور تہذیب کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

ہماری قومی اَور علاقائی زبان ہونے کی حیثیت سے یہ زبان بجا طور پر سرکاری اَور دفتری زبان ہونے کی حقدار ہے دینی و دُنیاوی علوم وفنون کا بہت بڑا ذخیرہ اُردو پر مشتمل ہے ہماری آنے والی نسلوں کا اِس سے جڑا رہنا نہایت ضروری ہے تاکہ اِن کا دینی، تہذیبی اَور ثقافتی تشخص زندہ رہ سکے جن قوموں نے بھی اپنی زبان، لباس وثقافت کو نظر اَنداز کیا وہ اپنی آزادی کو برقرار نہ رکھ سکیں اُن کا تمدن اَور تہذیبیں گُھپ اَندھیروں میں کھو گئیں اَور آج اُن کا کہیں نام ونشان باقی نہیں رہا۔

دُنیا کے تمام ترقی یافتہ مما لک میں اُن کی علاقائی زبانوں ہی میں تمام سرکاری اَور دفتری اُمور اَنجام دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے کارگزاری آسان ہو جاتی ہے اَور قوم کا ہر فرد ترقی کی دَوڑ میں شامل ہوجاتا ہے جس کے نتیجہ میں ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

اِس بے پناہ قومی اَور مِلّی مفاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم سینٹ کے مطالبہ کی پوری طرح تائید کرتے ہیں اَور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سینٹ کے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے بلا تاخیر اِس کو نافذ کردے، پوری قوم کا بھی یہی مطالبہ ہے اَور قومی اَور مِلّی مفادات بھی اِسی میں ہیں۔

صَلّوا وسلّموا دائماً ابداً — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

آپ ﷺ کی خدمت میں ایک پُر اَسرار شخص کی آمد اَور سوال و جواب
طاعون اَور دَجال مدینہ منورہ میں نہیں آسکتے۔ خود کُشی کافروں میں زیادہ مسلمانوں میں کم
اچھی بُری تقدیر پر اِیمان ضروری ہے اَور اِس کا فائدہ

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 68 سائیڈ A 26 - 04 - 1987)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دِن بیٹھے تھے اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ ایک صاحب آئے اُن کا حلیہ یہ تھا کپڑے تھے بہت سفید بہت صاف، بال تھے بہت زیادہ سیاہ لَایُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وہ آئے تھے تو سفر کا کوئی نشان محسوس نہیں ہوتا تھا، یہ نہیں محسوس ہوتا تھا کہ یہ مسافر ہیں کوئی گرد ہو غبار ہو ایسی بات نہیں تھی وَلَایَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ اگر سفر سے نہیں آئے تھے تو پھر جاننے والوں میں سے ہوں گے تو وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اُن کا جاننے والا بھی نہیں تھا۔ اَور اُس زمانے میں تو سفر اِس طرح کا ہوتا تھا کہ غبار آہی جاتا تھا، گھوڑے کا کریں سفر تو بھی، اُونٹ سے کریں تو بھی اَور اگر اِس کے سوا خچر یا گدھا سفر میں اِستعمال ہوتا تھا تو بھی بہر حال گرد آجاتا تھا تو نہ تو آثارِ سفر تھے اُن پر نمایاں اَور نہ

ہی یہ کہ جب وہ یہیں سے آئے ہیں تو کوئی جاننے والا ہوتا تو جاننے والا بھی کوئی نہیں تھا۔

ایک بات تو یہ ہوئی جو نئی سی چیز تھی ہمارے لیے حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وہ آئے اَور رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھ گئے فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وہ اِس طرح سے بیٹھے کہ اُن کے گھٹنے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے گھٹنوں کے قریب ہو گئے جیسے کہ گھٹنے پر گھٹنے لگا لیں ٹیک لگا لیں یا سیدھ میں یہ معنٰی بھی ہو سکتے ہیں، بظاہر اَسْنَدَ کے معنٰی ٹیک لگائی وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ اُنہوں نے اپنے ہاتھ رَانوں پر رکھ لیے اَور اِس میں بھی یہ اِحتمال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رانوں پر ہاتھ رکھ لیے بہت ہی قریب ہو کر بیٹھ گئے بالکل مل کر بیٹھ گئے جڑ کر بیٹھ گئے اَور اُنہوں نے سوال کیے آقائے نامدار ﷺ سے۔

کہنے لگے کہ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامُ اے محمد ﷺ مجھے بتایئے ''اِسلام'' کیا ہے ؟ اِرشاد فرمایا اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِسلام تو اِس کا نام ہے کہ تم اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دو اَور یہ گواہی دو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ نماز صحیح طرح اَدا کرو وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ زکوۃ دو وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ رمضان کے روزے رکھو وَ تَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اَور حج بھی کرو اگر تمہارے پاس زادِ رَاہ ہو اَور سفر ممکن ہو تمہارے لیے۔

حج فرض ہوا ہے بہت بعد میں زکوۃ اُس سے پہلے فرض ہو چکی تھی روزے بھی، تو گویا کافی بعد کی بات ہے یہ، حج کی فرضیت شاید سن ۷ ھ یا ۸ ھ میں ہوئی ہے فتح مکہ کے بعد ہوئی ہے تو آٹھ میں فتح مکہ ہوا ہے تو یہ آخری دَور کی بات ہوئی۔

تو وہ جو پوچھنے والے صاحب تھے اُنہوں نے کہا صَدَقْتَ کہ آپ نے ٹھیک بات کی۔ اَب رسول اللہ ﷺ سے کوئی آدمی سوال کرے تو جواب کے بعد تو یہ کہنا چاہیے کہ سَلَّمْنَا ہم نے تسلیم کی یہ بات اٰمَنَّا ہم اِس بات پر اِیمان لاتے ہیں یہ تو نہیں کہا جائے گا کہ آپ نے صحیح بات کہی کیونکہ اِس کا مطلب تو یہ ہے کہ مجھے (پہلے ہی) پتہ تھا اِس بات کا اَور اَب آپ نے بھی یہ بات کہہ دی تو بالکل

مل گئی بات دونوں کی اَور تصدیق ہوگئی۔ تو صحابہ کرامؓ کہتے ہیں **فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْئَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ** ہمیں یہ تعجب ہوا کہ پوچھ بھی رہے ہیں اَور پوچھنے کے بعد بجائے اِس کے کہ مناسب جواب دیں جیسے کہ سوال کا جواب ملنے پر جملہ کہا جاتا ہے اُس کے بجائے اِنہوں نے تصدیق کی، یہ معاملہ اِن حضرات کے لیے عجیب تھا۔

اَور رسول اللہ ﷺ کی بہت وسعتِ قلبی اَور نرمی تھی ورنہ صحابہ کرامؓ پاس نہیں آنے دیتے تھے کسی کو اَور اِس طرح سے بیٹھ جائے آجائے آکے وہ وہیں چلا جائے بالکل قریب آجائے اِتنا، یہ صحابہ کرامؓ گوارہ نہیں کرتے تھے لیکن سب کچھ ایسے تھا جیسے اللہ کی طرف سے ہورہا ہو۔

پھر اُنہوں نے دُوسرا سوال کیا **يَا مُحَمَّدُ فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِيْمَانِ** ایمان کے بارے میں جناب بتایئے کہ ''اِیمان'' کیا ہے ؟ پہلا سوال تھا ''اِسلام'' دُوسرا سوال ہے ''اِیمان''۔

تو اُس کا جواب اِرشاد فرمایا **اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ** اللہ پر ملائکہ فرشتوں پر کتب اُس نے جو نازل کیں زبور ہے اِنجیل ہے توراۃ ہے اَور صحفِ اِبراہیم ہیں علٰی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام جو بھی صحیفے اُترے اللہ کے وہ حق تھے اَب یہ کہ وہ ہیں قائم ؟ قائم تو نہیں ہیں تحریف ہوگئی اُن میں، اُترنا اُن کا حق ہے جس پر اُترے اُس کا نبی ہونا حق ہے جن پر اُترے تھے اُنہوں نے پیغام پہنچایا ہے اپنی قوم کو یہ حق ہے یہ سب ہمیں معلوم ہوا ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے تو اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر اُس کے پیغمبروں پر اَور آخری دِن پر **وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ** اَور تقدیر پر بھی اِیمان ہے کہ اچھی اَور بری یہ اللہ کی طرف سے ہے خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے مقدرات جو بھی ہوں۔ یہ ہمیں اِیمان بتایا گیا ہے کہ اِیمان رکھو بس، نظر ہمیں نہیں آرہی وہ، تقدیر ہمیں نظر تو نہیں آرہی لیکن اُس کا وجود ہے وہ ہمیں بتایا گیا ہے تو ہمارا (اِس پر) اِیمان ہے بس۔ اِس کے بعد بھی اُن صاحب نے فرمایا کہ **صَدَقْتَ** کہ آپ نے ٹھیک فرمایا۔

آدمی کو یہ وسوسہ آتا ہے کہ تقدیر میں جو لکھا تھا جب وہی ہوتا ہے تو اللہ کے یہاں یہی جواب دیں گے کہ تو نے مجھے ایسا ہی لکھا تھا اِس لیے یہ غلطی ہوگئی مجھ سے مگر یہ جواب نہیں چلے گا وہاں کیونکہ اِس

چیز پر اِیمان بتایا ہے آپ نے جو نظر آپ کو نہیں آرہی یہ جواب تو وہ دے سکتا ہے جس نے دیکھ لیا ہو لکھا ہوا کہ اللہ نے یہ فیصلہ کیا ہے ....تو تقدیر پر اِیمان بتایا ہے بس۔ جیسے فرشتوں پر اِیمان جیسے اُن اَنبیائے کرام پر اِیمان سب ہی اَنبیائے کرام ہم سے تو پوشیدہ ہیں اَور سب ہی پر ہمارا اِیمان ہے۔

تقدیر پر اِیمان کا دُنیا میں ایک فائدہ :

اِسی طرح تقدیر پر بھی اِیمان ہے اَور اِس سے فائدہ پہنچانا مقصود ہے آپ کو، گناہوں کی حجت نہیں بنانی کہ گناہ کرے آدمی اَور اُسے دلیل بنالے کہ لکھا یہی تھا، ایسے نہیں کرسکتا اَور ایک یہ ہے کہ ایک آدمی کو بہت تکلیف پہنچی کوئی حادثہ ہو گیا ہے پریشانی آگئی ہے تو (تقدیر پر اِیمان کی وجہ سے) خدا پر نظر رکھے تو اِس سے اُس کا غم ہلکا ہوگا تو مسلمان اَور غیر مسلم میں یہی فرق ہے۔

مسلم اَور غیر مسلم میں خود کُشی کا تناسب، سبق آموز واقعہ :

مسلمانوں میں بہت کم ملیں گے جو خود کُشی کریں اَور غیر مسلموں میں بہت ملیں گے جو خود کُشی کریں۔ میں نے ایک قصہ سنا تھا اَبھی کچھ عرصہ ہوا ایک مالدار آدمی تھا بہت متمول وہ اِس سوچ میں پڑ گیا کہ میں اِسی لیے پیدا ہوا ہوں کہ میں کماؤں اَور جمع کروں ؟ بیکار ہے یہ زندگی کماؤں.........جمع کروں..........پھر مر جاؤں ! تو اُس نے اِسی بات پر خود کُشی کی کہ سمجھ میں نہیں آتا تھا اُس کے آگے (کہ بالآخر اَنجام کیا ہوگا)۔ تو چونکہ وہ عالم نظروں سے غائب ہے اَور وہاں جانا یقینی ہے سب کو اَور وہاں جو ہونا ہے وہ پتہ نہیں ہے کہ کیا ہے تو اَنبیائے کرام کے ذریعے وہ بتلا دیا گیا اَور اَنبیائے کرام نے بتلایا اِس طرح پر سمجھا سمجھا کے اَور دلیلیں دے کے اَور ایسی مثالیں بھی بتادیں کہ دیکھو یہ اِس طرح ہوگا یہ اِس طرح ہوا ہے اَور وہ ہوتا چلا گیا اُسی طرح یعنی جو باتیں اُنہوں نے دُنیا کے بارے میں بتائیں وہ صادق آتی چلی گئیں پھر آپ ﷺ نے اِن باتوں کے ساتھ ایسی بات جوڑ دی جو اَبھی واقع نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہونے والی ہے یا آخرت میں ہوگی۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں آکر ایک آدمی نے بیروزگاری کا شکوہ کیا فَشَکَا اِلَیْہِ الْفَاقَةَ گویا فقر کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تنگ آئے ہوئے تھے۔ دُوسرے نے آکر ڈاکوؤں کی (راہ زنی کی) شکایت کی کہ ڈاکو ہم کو سفر میں لوٹ لیتے ہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے حضرت عدی اِبن حاتم طائی کو مخاطب کر کے فرمایا هَلْ رَأَیْتَ الْحِیْرَةَ تم نے حِیْرَةَ [1] دیکھا ہے تو ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اِتنے دُور دَراز فاصلے سے ایک عورت تنِ تنہا سفر کرے گی (اَور آکر بیت اللہ کا طواف کرے گی) لَایَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ اَوِالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ خدا کے سوا کسی کا خوف اُسے نہیں ہوگا۔ ہاں یہ اَلگ بات ہے کہ بھیڑیا یا کوئی جانور نقصان پہنچا دے اُس کی بکریوں کو سامان کو اُس کے مال کو باقی کوئی خدشہ نہیں، یہ ایک کا جواب ہوا جس نے شکایت کی تھی کہ راستے میں ایسے ڈاکو ہیں محفوظ نہیں ہیں راستے۔

دُوسرے صحابی نے شکایت یہ عرض کی تھی کہ محتاجگی پریشانی فقر حد کو پہنچا ہوا ہے تو اِرشاد فرمایا کہ دیکھو یہ جو کِسریٰ ہے اَور یہ جو قیصر ہے لَتُنْفِقُنَّ کُنُوْزَھُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وہ دَور آنے والا ہے کہ اِن کے خزانے یہ جو دو سُپر پاورز ہیں قیصر اَور کِسریٰ یہی تھیں بڑی سب سے سلطنت دُنیا میں جیسے آج رُوس اَور اَمریکا کا حال ہے اَور یہ تماشے کھیلتے رہتے تھے جیسے یہ کھیلتے رہتے ہیں کسی کی اِمداد کردی کسی کو بڑھا دیا کسی کو گھٹا دیا تو اِن کے خزانے جو ہیں وہ تمہارے ہاتھ آئیں گے اَور وہ تم اپنے ہاتھوں سے خرچ کروگے۔

اَب یہ باتیں وہ ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے آئندہ کے لیے اِرشاد فرمائیں اَور اُس وقت اِرشاد فرمائیں جس وقت حالت یہ تھی اِس کے ساتھ دُوسری چیز کا بھی جوڑ مِلا دیا کہ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کو اِس طرح سے دیکھو گے کہ جیسے چاند کو دیکھتے ہیں لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ [2] اُس کو دیکھنے کے لیے

[1] دریائے فرات کے مغربی کنارے پر کوفہ اَور نجف کے درمیان لَخمی بادشاہوں کا دارُالحکومت تھا ساسانیوں کے صدر مقامات میں سے پہلا صدر مقام جو ربیع الاوّل ١٢ھ میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

[2] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ٧٤٣٦

ایک دُوسرے سے مِلنا نہیں پڑتا جب کوئی چیز چھوٹی ہو تو آدمی ایک دُوسرے میں مِل جاتے ہیں اُس کو دیکھنے کے لیے، چاند کو دیکھنے لیے کوئی آدمی دُوسرے کے قریب نہیں جاتا اپنی جگہ سے دیکھ لیتے ہیں اِسی طرح سے ہوگا اَور جنت کا ذکر فرمایا جہنم کا بھی ذکر فرمایا کہ اِنسان اُٹھے گا تو سامنے دیکھے گا تو جہنم دائیں دیکھے گا تو جہنم، بائیں دیکھے گا تو جہنم، فرمایا اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ [1] تو آگ سے بچنے کے لیے صدقات دیتے رہو چاہے کھجور کا پورا دَانہ بھی میسر نہ ہو ٹکڑا ہی میسر ہو کھجور کے دانے کا تو وہ دے دو جیسے کسی سے کہا جائے کہ ٹیڈی پیسہ دے سکتے ہو تو ٹیڈی پیسہ دے دو، آج کے دَور میں یہ حیثیت ہے اِس کی کہیں گر جائے تو مڑ کر بھی نہیں دیکھتا آدمی کہ کیا گرا ہے تو ایسے تم دے کر بچو۔ آئندہ کے لیے فرمایا یہ (تکلیف) تھوڑے عرصے کی ہے دَور بدلنے والا ہے۔

تو اَب حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ چیز بھی دیکھ لی اَور میں اُن لوگوں میں ہوں کہ جنہوں نے کِسریٰ کے خزانے واقعی جمع کیے [2] مالِ غنیمت کے طور پر اَور خدا کی راہ میں خرچ کیے، یہ بھی اِرشاد تھا کہ خدا کی راہ میں خرچ کروگے تو اِس خوش نصیبی کی بھی خبر دو تو یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک طرح سے تعریف بھی ہوگئی اَور وہ واقعی ایسے ہی حضرات تھے۔

اَور جب یہ علاقہ فتح ہو رہا تھا تو اُس میں ایک جگہ ایسے ہوا کہ جیسے سر ہوتا ہے کسی بڑے جانور کا گھوڑے وغیرہ کا وہ سونے کا تھا بنا ہوا، وہ ایک صاحب آئے اَور وہ لا کر سردار کو دے کر چلے گئے۔ اُنہیں وہ ڈھونڈتے رہے کہ کون تھے یہی نہیں پتہ چلا گویا جو مال حاصل ہوا اُس میں ذرّہ برابر خیانت اُنہوں نے نہیں کی اُن کے سامنے آخرت تھی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی اَور دُنیا کی زندگی اَور نعمتیں یہ دولتیں اُن کی نظروں میں حقیر تھیں اَور اپنے اِیمان کو بچانا وہ فرض سمجھتے تھے اَور اِن کی وجہ سے اِیمان کو کمزور کرنا یہ ہرگز اُنہیں پسند نہیں تھا تو اُن صاحب کی باقاعدہ پوچھ گچھ ہوتی رہی کہ کون تھے جو دے گئے اُس نے آکر یہ بھی نہیں کہا کہ یہ مجھے مِلا ہے اَور میں فلاں جگہ سے لایا ہوں تو میرا حق کچھ بنتا ہے یہ بھی نہیں کہا تو جو مال آیا ہے اِس طرح سے پھر اُنہوں نے خرچ بھی کیا ہے اَور اِس طرح سے لانے والوں

---

[1] بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۵۹۵ ۔ [2] ایضاً

نے جو خرچ کیا ہوگا وہ کتنے اِخلاص سے خرچ کیا ہوگا اَور اِتنا جب مال ہاتھ لگا تو غربت کہاں رہی فقر کہاں رہا۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے آخرت کی باتوں کا جوڑ اِن باتوں سے لگا دیا کہ جو صحابہ کرامؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اَمن کا یہی حال ہے اَور حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ تو لٹیرا تھا اَور جب رسول اللہ ﷺ یہ اِرشاد فرمارہے تھے تو میں اپنے دِل میں یہ سوچ رہا تھا اَیْنَ دُعَّارُ طَیٍّ الَّذِیْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ [1] یہ جو لٹیرے ہیں طئی کے یہ کہاں چلے جائیں گے جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے (مگر بعد میں) وہ سب بدل کر دیانتدار، دیندار، اِیماندار آخرت کو ترجیح دینے والے لوگ ہوں گے۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے جو چیزیں ایسی بتلائیں ہیں کہ جو ہمیں نظر نہیں آتیں وہ اِس طرح بتائیں ہیں کہ اُس حدیث میں وہ چیزیں بھی جمع کردیں کہ جو ہمیں نظر آئیں آگے کو تو پھر ہم (خود بخود) سمجھیں گے کہ آدھی بات پوری ہوئی ہے تو اَگلی بات بھی ضرور پوری ہوگی اِیمان والوں کو اِیمان کی قوت حاصل کرنے میں بڑی مدد ملے گی اِس چیز سے، یہی طریقہ رہا ہے رسول کریم علیہ السلام کا۔

دَجال کے بارے میں جس حدیث میں آتا ہے ظہور ہوگا اِس طرح ہوگا اِس طرح ہوگا اَور یہ کہ وہ مدینہ میں نہیں آسکے گا وہیں یہ بھی آتا ہے کہ (مدینہ منورہ میں) طاعون نہیں ہوگا اَب ایک چیز تو ہے دَجال (کوئی کہہ سکتا ہے کہ) وہ جب آئے گا تو دیکھا جائے گا چودہ سو سال تو گزر گئے اَب تک تو وہ آیا نہیں لیکن دُوسری چیز تو دیکھی جاسکتی ہے کہ واقعی طاعون نہیں ہوا وہاں مدینہ منورہ میں یہ اِتنا عرصہ گزر گیا مگر وہاں طاعون کا کوئی کیس نہیں اَب ڈاکٹری طور پر تجزیہ اِس کا کیا جائے وجہ کیا ہے کیا چیز ہے جبکہ بظاہر بالکل سادی سی زمین ہے کوئی فرق نہیں ہے وہاں کی زمین میں اَور کہیں اَور کی زمین میں لیکن اللہ کا فیصلہ یہ ہے۔

تو سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ باتیں بتائی ہیں جو نظروں میں نہیں ہیں ہماری بلکہ

---

[1] بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۵۹۵

دُنیا میں وجود میں آنے والی ہیں یا عالمِ آخرت میں وجود میں آنے والی ہیں یا اللہ کے یہاں اُن کا وجود ہے اَور ہمیں نظر نہیں آرہا وہ سب باتیں آپ نے بتلائیں اُن میں سے ایک تقدیر بھی ہے۔ اَب ایک آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے بے حد، برداشت سے باہر ہوجاتی ہے لیکن اگر وہ سمجھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اُس کا حال بالکل اَور ہوگا اَور اگر اِیمان نہ ہو تو بے تابی کا حال بالکل اَور ہوگا۔ اَور اگر مسلمان یہ دیکھ لے کہ میرے فلاں عزیز کی موت اِیمان پر ہوئی ہے تو اُس کا صدمہ ہی آدھا ہوجاتا ہے یہ اُس کے اِیمان کی بات ہے تو اِنسان کی یہ جو روزمرہ کی زندگی ہے معاش ہے اِس پر کتنا فرق پڑا ایک مسلمان کا حوصلہ بالکل اَور ہوتا ہے اَور غیر مسلم کا حوصلہ بالکل اَور۔

پھر اُن صاحب نے سوال کیا فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانْ اِحسان کیا ہے؟ پہلا اُنہوں نے سوال کیا اِسلام کا پھر سوال کیا اِیمان کا پھر تیسرا سوال کرتے ہیں اِحسان کا۔ اَور اِحسان کا اِس سے پہلے کوئی ذکر نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہیں اِرشاد فرمایا ہو ہاں وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اِس طرح کے کلمات قرآنِ پاک میں موجود ہیں۔

پھر اِحسان کے جواب میں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ خدا کی عبادت اِس طرح کرو کہ گویا تم (اُس کو) دیکھ رہے ہو فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ اگر یہ مشکل ہے خیال کرنا خیال جمانا تو فَاِنَّہٗ یَرَاکَ[۱] تو یہ تو خیال کرو ہی کہ اللہ دیکھ رہا ہے، قرآنِ پاک میں ہے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی. کیا (اِنسان) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

تو اِیمان ، اِسلام، اِحسان یہ وہ چیزیں ہیں جو جاننی چاہئیں تو ''اِحسان'' جو ہے اِسی کو ''سلوک'' کہتے ہیں اِسی کو ''تصوف'' کہتے ہیں اِسلام میں صوفیاء کے یہاں جو باطنی تعلیم دی جاتی ہے اُس کا یہ منتہیٰ ہے۔ اِس کے بعد اَور بھی اُن کے سوالات ہیں قیامت کے بارے میں اَور چیزوں کے بارے میں اِنشاء اللہ آئندہ درس میں بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین، اِختتامی دُعاء............

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۴۹

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

عام اِنتخابات سے متعلق سوالات وجوابات

مکتوبِ گرامی بنام حضرت اَقدسؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی.............................السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ

نوتشکیل شدہ اِسلامی نظریاتی کونسل نے صدرِ مملکت کے اِستصواب (ریفرنس) پر مؤرخہ ۲۳؍ جون ۱۹۸۱ء کو ''اِسلامی نظامِ مملکت متعلق بہ عام اِنتخابات'' پر غور کیا اَور اِس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً کونسل کے جو اِجلاس منعقد ہوئے اُن میں اِس موضوع پر تفصیلی اِظہارِ خیال کے بعد بعض.........نکات بطور رہنما اُصول طے کیے جو حسبِ ذیل ہیں :

(۱) اِسلام کی رُو سے اُمورِ مملکت میں مشاورت ضروری ہے جو اُمورِ مملکت میں عوام کی قبولیت کے مترادف ہے۔

(۲) اِسلام میں مشاورت کے تین پہلو ہیں :

(الف) اُمورِ مملکت میں مشاورت۔

(ب) سربراہِ مملکت کے اِنتخاب میں مشاورت۔

(ج) مجلسِ شوری کے اِنتخاب میں مشاورت۔

(۳) صدارتی طرزِ حکومت اِسلام کے زیادہ قریب ہے۔

(۴) الیکشن اِسلام کے نقطۂ نظر سے ناجائز نہیں۔

بعد اَزاں حسبِ ذیل سوالات مرتب کیے گئے۔

(۱) اِس وقت بالغ رائے دہی کی جو صورت دُنیا میں رائج ہے اِسلامی نقطۂ نظر سے قابلِ قبول ہے یا نہیں؟

(۲) کیا غیر مسلموں پر بھی اِس کا اِطلاق ہوگا؟

(۳) کیا عورتوں پر بھی اِطلاق ہوگا؟

(۴) اَز رُوئے اِسلام عام حق رائے دہی پر کوئی پابندی عائد کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۵) اگر پابندی عائد کی جاسکتی ہے تو وہ کیا پابندیاں ہوں گی؟

(۶) منتخب کیے جانے والے اَفراد اَربابِ حل وعقد کے اَوصاف اَور شرائطِ اہلیت کیا ہوں گے؟

(۷) رئیسِ مملکت کا طریقہ اِنتخاب کیا ہوگا؟

مندرجہ بالا سوالات پر غور کرنے کے بعد موضوع سے متعلق عام بحث کے دوران حسبِ ذیل ۲۱ رنکات مرتب کیے گئے :

(۱) اِسلامی ریاست کی غرض وغایت اَور اُس کے مقاصد

(۲) بالغ رائے دَہی

(۳) ووٹرز (رائے دہندگان) کی عمر

(۴) عورتوں کا حقِ رائے دہی

(۵) غیر مسلموں کا حقِ رائے دہی

(۶) مجلسِ شوریٰ کی حیثیت

(۷) شرائط اہلیت مجلسِ شوریٰ

(۸) پارٹی سسٹم اَور اِنتخابات

(۹) یک ایوانی مقنّنہ یا دواِیوانی مقنّنہ

(۱۰) شرائط اِہلیتِ صدر

(۱۱) صدر کا اِنتخاب براہِ راست یا بالواسطہ

(۱۲) شرائطِ نمائندگان

(۱۳) شرائطِ رائے دہندگان

(۱۴) نمائندگان کی عمر

(۱۵) جُداگانہ اِنتخابات

(۱۶) اِنتخابی نالج (علاقہ واری، پیشہ ورانہ حلقہ رائے دہی)

(۱۷) کیا صدر شوری کے فیصلوں کا پابند ہوگا ؟

(۱۸) کیا صدر کی نامزدگی برائے اِنتخاب کے لیے کوئی اِدارہ مختص کیا جائے ؟

(۱۹) صدر کا اِنتخاب ایک مخصوص مدت کے لیے ہوگا یا تاحیات ؟

(۲۰) نامزدگی صدر کے بعد اِنتخابات کا اِختیار اِیوان ہائے مرکزی وصوبائی کو ہوگا یا براہِ راست عوام کو ہوگا ؟

(۲۱) اُمیدوار کا خود کو اپنے آپ کو پیش کر کے اَپنے لیے کنویسنگ کرنا۔

کونسل اپنی حد تک اِن نکات پر غور وخوض کر چکی تھی جن کو رپورٹ کی شکل میں مرتب کر کے دسمبر ۱۹۸۱ء میں پیش کرنا طے کیا گیا تھا کہ مؤرخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء کو صدر صاحب نے کونسل کے ممبران سے خطاب کرتے ہوئے کونسل کو ہدایت کی کہ وہ اِس مسئلہ میں اپنی سفارشات کو آخری شکل دینے سے پہلے ماہرینِ آئین دانشور اَور علماء حضرات سے بھی مشورہ کرے۔

چنانچہ آپ سے دَرخواست ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت کا کچھ حصہ اِس موضوع پر اِظہارِ خیال کے لیے نکال کر اپنے عالمانہ اَور دَانشورانہ رائے سے کونسل کو آگاہ فرمائیں۔

مناسب ہوگا اگر آنجناب کی رائے نکتہ وار ہوتا کہ نکتہ وار مجموعی رائے مرتب کرنے میں کونسل کو آسانی ہو۔

مندرجہ بالا اُمور پر ہمیں اپنے ذاتی رُجحانات ومیلانات کی پاسداری یا کسی فرد یا جماعت کے نقطہ نظر کی حمایت یا ترجمانی نہیں کرنی ہے بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایسی تعبیر وتشریح کرنی ہے جو اِسلام کی رُوح کے مطابق اَور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اَور قابلِ عمل ہو۔

چونکہ کونسل اپنی تمام تر کارروائی اُردو میں کرتی ہے اَور ہمارے اَراکین کی اَکثریت اَنگریزی سے ناواقف ہے اِس لیے آپ سے یہ درخواست کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ اِظہار خیال کے لیے اُردو زبان کو اِختیار فرمائیں۔ اَلبتہ اگر کتابوں سے کچھ حوالے یا اِقتباسات اُردو کے علاوہ کسی زبان میں ہوں تو اُن کو بعینہٖ درج کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

آپ سے یہ مشورہ کونسل کے قواعد کار کے تحت بحیثیت ایک ماہر کے لیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اِس کو بصیغۂ رَاز رکھیں گے۔

والسلام مع الاکرام

آپ کا مخلص

ایم۔ شرف الدین

سیکرٹری کونسل آف اِسلامک آئیڈیالوجی

گورنمنٹ آف پاکستان

۷ر صفر ۱۴۰۲ھ/ ۵ر دسمبر ۱۹۸۱ء

حضرت اَقدس ؒ کی طرف سے جوابی مکتوب

جوابات نمبروار تحریر ہیں :

(۱) اِسلامی ریاست کی غرض وغایت اَور اُس کے مقاصد یہ ہوتے ہیں کہ :

علومِ دینیہ کا اِحیاء کر کے دین کو مضبوط وقائم کیا جائے دیگر اَرکانِ اِسلام کا قیام عمل میں لایا جائے جہاد اَور لوازمِ جہاد بروئے کار لائے جائیں اِسلامی نظامِ قضاء نافذ کیا جائے تاکہ حدود جاری ہوں حقوق غصب نہ کیا جاسکیں اَور ظلم وتعدی کا خاتمہ ہو۔

اَمر بالمعروف اَور نہی عن المنکر کا سلسلہ جاری ہو اَور اِن سب اُمور میں حاکمِ اَعلیٰ کی نیت یہ ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اَپنے بعد آنے والے حکمرانوں کو اِن اُمور کے نفاذ کے لیے اپنا نائب مقرر کیا ہے اَور وہ (حاکمِ اَعلیٰ) آپ کی نیابت کا فریضہ اَدا کر رہا ہے۔

(۲) بالغ رائے دَہی اَور ووٹ کے ذریعہ اِنتخاب کو دَورِ حاضر کے علماء نے جائز قرار دیا ہے۔

(۳) پندرہ سال

(۴) عورتوں کو رائے دینے کا حق دیا جاسکتا ہے۔

(۵) غیر مسلموں کو اِسلامی مملکت کی تشکیل میں حقِ رائے دہی نہیں ہوتا۔

(۶) مجلسِ شوریٰ رئیسِ مملکت کو اِنتظامی اَور سیاسی اُمور میں مشورہ دے گی لیکن یہ مقنّنہ نہ ہوگی اُسے جب بھی کسی نئے قانون کی ضرورت ہوگی تو یہ علماء سے اُسکے جواز کا فتوی لیکر پاس کر سکے گی۔

(۷) علم، فراست اَور تقوی۔

(۸) اگر سوال کا مقصد یہ ہے کہ ملک میں پارٹیوں کا قیام درست ہے یا نہیں ؟ اَور پارٹیوں کا اِنتخابات میں حصہ لینا درست ہے یا نہیں ؟ تو جواب یہ ہے کہ پارٹی سسٹم اِسلام میں ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ کے پارٹی کا دَستور ومنشور غیر اِسلامی نہ ہو اَور ایسی کسی پارٹی کو اِنتخابات میں حصہ لینے سے نہیں رَوکا جائے گا۔

(۹) اِسلامی قانون (جو ہمارے ملک میں حنفی قانون ہوگا) کے نفاذ کے بعد کسی بھی کل وقتی مقننہ کی ضرورت نہیں رہتی اَور مجلسِ شوری ایک ایوانی ہوتی ہے۔

(۱۰) عہدۂ صدارت کے لیے ایسا شخص اہل ہوگا جس میں یہ اَوصاف ہوں :

''مسلمان ہو، عاقل و بالغ ہو، مرد ہو، بیدار مغز، صاحب بصیرت و ذی رائے ہو، علمِ دین سے پوری طرح واقف ہو، شجاع ہو، تن آسان نہ ہو، گونگا بہرہ اَور نابینا نہ ہو، کبیرہ گناہ نہ کرتا ہو اَور صغیرہ گناہوں کا عادی نہ ہو۔''

(۱۱) صدر کا اِنتخاب براہِ راست ہوگا کیونکہ اَب وسائل موجود ہیں۔

(۱۲) اِس کا جواب نمبر ے میں دیا جا چکا ہے۔

(۱۳) عاقل و بالغ مسلمان ہو۔

(۱۴) بلوغ کے علاوہ اَور کوئی قید نہیں، بالغ ہو مسلمان ہو۔

(۱۵) جداگانہ اِنتخاب سے اگر یہ مراد ہے کہ غیر مسلم جدا حیثیت میں اِنتخابات میں حصہ لیں اَور پھر حکومت میں دَخیل ہوں تو شرعًا اِس کی اِجازت نہیں۔

(۱۶) دورِ حاضر کے علماء نے مروج طریق اِنتخاب کی اِجازت دی ہے اِس لیے اِنتخابی حلقوں کی تعیین بھی درست ہے۔

(۱۷) صدر کو متصفہ بالا شوری کے فیصلوں کا پابند رہنا چاہیے۔ یہی اُسوۂ حسنہ ہے۔

(۱۸) الیکشن کمیشن مقرر کیا جا سکتا ہے۔

(۱۹) صدر دستور میں ممبران کی رائے سے اپنے لیے جتنا عرصہ طے کرے گا اُتنے عرصہ رہ سکے گا۔ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ. (بشرطیکہ مذکورہ نمبر ا اُمور پر عمل پیرا رہے)۔

(۲۰) دَورِ حاضر میں علماء نے مروج طریقہ اِنتخاب کی اِجازت دی ہے اِس لیے صوبائی اَور مرکزی ایوانوں کے اِنتخابات بھی مروج طریقہ پر ہونے چاہئیں۔

(۲۱) اُمیدوار کو خود اَپنے لیے کنویسنگ کی اِجازت نہیں۔ ✡ ✡ ✡

قسط : ۲۰

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

''سلوک'' اَور ''تصوف'' :

آج کل لوگوں نے سلوک اَور تصوف کو یا تو سمجھا ہی نہیں یا اگر سمجھا تو اُس کا اِستعمال نہیں جانتے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک باطل جماعت کے اَفراد کا خیال ہے کہ سلوک اَور تصوف نہایت ہی لغو چیز ہے اِسی وجہ سے وہ اِس کو اَفیمیوں کے نشہ سے تعبیر کر کے اپنی نادانی اَور جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔

دُوسرا بڑا گروہ ایسا ہے کہ اُنہوں نے ہر بدعملی اَور بے عملی اَور اَعمال و اَفعالِ مشرکانہ اَور حرکاتِ خبیثہ کا نام سلوک اَور تصوف رکھا ہے۔

دوستو! سلوک اَور تصوف کے نہ اِلفاظ ہی جدید ہیں اَور نہ اُن کے اَفعال واَعمال ہی خارج اَز شریعت ہیں بلکہ شریعت کی عملی زندگی کا نام تصوف اَور جن ذرائع سے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی عادت بنتی ہے اُس کا نام سلوک ہے۔ اِس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ فقہاء اَور محدثین نے اپنے اپنے فنون کے نام اَور اِصطلاحیں منتخب کر لی ہیں اِسی طرح سے عاملینِ کتاب وسنت نے اپنی جماعت کا نام سالکین وصوفیاء کی جماعت رکھ لیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نے سلوک کے بارے میں فرمایا ہے: طریقت وتصوف نئی چیز نہیں ہیں بلکہ پرانی ہیں عرصہ سے چلی آتی ہیں۔ (تقریر مدراس)

''سلوک'' اَور ''تصوف'' کیا ہے ؟ اِس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے عوارف المعارف کے

چند اِقتباسات پیش کرتا ہوں جن سے دونوں خیالات کی وضاحت ہو جائے گی اَور اَصلیت کا منور چہرہ سامنے آجائے گا۔

(۱) سُئِلَ اَبُوْمُحَمَّدِ ن الْجَرِیْرِیُّ عَنِ التَّصَوُّفِ فَقَالَ اَلدُّخُوْلُ فِیْ کُلِّ خُلُقٍ خَلقٍ وَالْخُرُوْجُ عَنْ کُلِّ خُلُقٍ دَنِیٍّ.

''حضرت اَبو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ تصوف کیا ہے ؟ فرمایا اَخلاقِ سَنِیَّہ (حسنہ) کو اِختیار کرنا اَور اَخلاقِ رَزیلہ کوترک کرنا۔''

(۲) وَقَالَ جُنَیْدٌ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ التَّصَوُّفِ فَقَالَ اَنْ تَکُوْنَ مَعَ اللّٰہِ بِلَا عِلَاقَۃٍ .

''حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بِلاکسی غرض کے ہو۔''

(۳) قَالَ اَبُوْحَفْصٍ اَلتَّصَوُّفُ کُلُّہٗ اٰدَابٌ لِکُلِّ وَقْتٍ اَدَبٌ وَلِکُلِّ حَالٍ اَدَبٌ وَلِکُلِّ مَقَامٍ اَدَبٌ.

''حضرت اَبوحفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں تصوف مؤدبانہ زندگی کا نام ہے ہر وقت ہر حال اَور ہر مقام کے آداب ہیں۔''

(۴) قَالَ رُوَیْمٌ اَلتَّصَوُّفُ اِسْتِرْسَالُ النَّفْسِ مَعَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی مَا یُرِیْدُ .

''حضرت رُویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ڈال دینے کو کہ وہ جو چاہے کرے، تصوف کہتے ہیں۔''

(۵) وَقَالَ الْجُنَیْدُ الصُّوْفِیُّ کَالْاَرْضِ یُطْرَحُ عَلَیْھَا کُلُّ قَبِیْحٍ .

''حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفی زمین کی طرح ہے کہ اُس پر گندگیاں ڈال دی جاتی ہیں مگر بے حس وحرکت رہتی ہے۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کامل اَور مخلصانہ مؤدبانہ بندگی و عبدیت کا نام ''تصوف'' ہے اَور جس راستے پر چل کر یہ کیفیت حاصل ہوتی ہے اُس کا نام ''سلوک'' ہے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

''اِحسان کا ذکر قرآنِ پاک میں متعدد جگہ کیا گیا ہے اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ دُوسری آیت یہ ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اِسی طرح اَور بھی آیتیں ہیں۔ آقائے نامدار جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ اِحسان نام ہے اِس چیز کا کہ خدا کی عبادت مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ اَنجام دو اَور اِس طرح عبادت کرو کہ تم کو خدا دیکھ رہا ہے جیسے غلام کو آقا دیکھتا ہے تو نہایت توجہ سے کام کرتا ہے کوتاہی نہیں کرتا ہر عبادت کی تکمیل اِس طرح کرو جیسے تم اپنے آقا اَور مالک کے دیکھتے وقت کرتے ہو[1] اِسی اِحسان کے حاصل کرنے پر تمام تر تصوف کا مدار ہے۔''

---

[1] اِحسان فی العبادۃ کو صرف عباداتِ مقصودہ ہی میں محصور کر دینا میرے نزدیک مناسب نہیں ہے کیونکہ اِسلامی اَور شرعی نقطۂ نظر سے مومن کا کوئی فعل عبادت سے خالی نہیں لہٰذا معاملات بھی عبادات میں داخل ہیں۔ اِس لحاظ سے اِحسان فی العبادۃ کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ ہر فعل اَور عمل اِس طرح کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے یا ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ اِسی ہمہ گیر تصور کے اِختیار میں نفس پر ایک بار پڑتا ہے اِسی وجہ سے نفسانی شرارتوں کے خلاف مجاہدہ کرایا جاتا ہے کیونکہ اُن میں یہ تصور موجود نہیں ہوتا بلکہ تصورِ شیطان داخل ہوجاتا ہے ورنہ اَگر مراد عباداتِ مقصودہ ہی ہوں تو ہر مسلمان کو اِحسان کسی نہ کسی درجہ میں ضرور حاصل ہے اَور......... خصوصیت کی ہوتی ہے عمومیت کی نہیں۔ اِس دعوی کے اَثبات میں ہزار ہا آیات اَور اَحادیث پیش کر سکتے ہیں۔ حدیثِ اِحسان کی یہ توجیہ مسند اِمام اعظمؒ کی ایک حدیث کے مطابق ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرٰی (مسند اِمام اعظمؒ ص ۷ اَصح المطابع لکھنؤ)

آقائے نامدار ﷺ کے زمانہ میں حضور کی مجلس میں اِیمان کے ساتھ حاضر ہوتے ہی اِحسان حاصل ہوجاتا تھا رسول اللہ ﷺ کی رُوحانی قوت اِتنی قوی تھی کہ جو حاضر ہوتا تھا اُسکی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہوجاتی تھی (تقریر مدراس) لیکن رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد سوائے صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اَور مشائخ و اَولیاء اللہ کی صحبت اِختیار کیے بغیر مرتبہ اِحسان حاصل کرنا نہایت ہی دُشوار بلکہ ناممکن تھا لہٰذا طالبانِ مولیٰ نے اِن مبارک صحبتوں اَور مجالسِ حسنہ کو اِختیار کیا اَور مرتبہ اِحسان حاصل کرکے اللہ تعالیٰ کے سچے اَور مخلص بندے بنے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

جبکہ وہ زمین جس پر گلاب اَور چنبیلی کے پھول گرتے ہیں معطر اَور خوشبودار ہو جاتی ہے بالکل اِسی طرح سے اَولیاء اللہ کی توجہات اَور صحبت سے اِنسان کی زندگی ایک سچے اَور مخلص بندے کی زندگی بن جاتی ہے اَور اَخلاقِ رَذیلہ ختم ہوکر اَخلاقِ حسنہ پیدا ہوجاتے ہیں اِسی لیے مشائخ اَور اَولیاء اللہ نے ذکر اللہ اَور چلّہ کشی تجویز کیا ہے لہٰذا ذکر اللہ مراقبہ اَور چلّہ کشی کو ایک لغو فعل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اَولیاء اللہ نے اِن اَعمال کو حضور ﷺ کی غارِ حرا اَور رمضان المبارک کی معتکفانہ حیاتِ طیبہ سے اَخذ کیا ہے۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہوچکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ٦

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

"پردہ" اِنسان کی فطری ضرورت ہے، سلیم الفطرت عورت کی حیاء وشرم کا طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ اَپنوں کے سوا غیروں سے پردہ میں رہے بلکہ ایک حد تک اِنسان کا اپنے کو پردہ میں رکھنا اِنسانیت کا فطری تقاضا ہے۔

اِس مجموعہ میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے جملہ اِفادات، ملفوظات، مواعظ، تصانیف فتاوی کو کھنگال کر پردہ سے متعلق جملہ ضروری مباحث کو عقل ونقل کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جس کو پڑھنے سے اَندازہ ہو سکے گا کہ واقعتًا پردہ اِنسان کی فطرت وعقل کا تقاضا ہے۔ نیز پردہ کی مشکلات، ضرورت کے مواقع، ایک گھر میں رہتے ہوئے پردہ کی دُشواریاں اَور اُس کا حل وغیرہ وغیرہ ضروری مباحث کو تفصیل سے اِس مجموعہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز زینت اَور اُس کی اَحکام کی تفصیل، غیر عورتوں سے پردہ کی حد اَور اُن سے علاج کرانے سے متعلق ضروری ہدایات۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے اِستفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

نگاہ کی حفاظت اَور پردہ کی ضرورت عقل وشریعت کی روشنی میں :

قرآنِ پاک کی جس آیت میں نگاہ کو نیچی رکھنے اَور شرمگاہ کی حفاظت دونوں کا حکم ہے اُس میں حق تعالیٰ نے نگاہ نیچی رکھنے کے حکم کو مقدم کیا ہے چنانچہ اِرشاد ہے **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ** یعنی کہہ دیجیے مؤمنین سے کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں یعنی نظر سے بچیں۔ اِس حکم کو دُوسرے حکم پر یعنی شرمگاہ کی حفاظت کے حکم پر مقدم کیا یعنی اَصل فعل سے بچنے پر نگاہ نیچی رکھنے کے حکم کو مقدم کیا، اِس کی وجہ یہی ہے کہ **غَضِّ بَصَرُ** (یعنی نگاہ کو نیچی رکھنا) شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اَور ذریعہ آسان ہوتا ہے اِسی واسطے اُس کو اِختیار کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ

اَصل فعل یعنی زِنا سے بچنا اِتنا آسان نہیں جتنا نظر کو بچالینا آسان ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ نگاہ نیچی رکھنا زیادہ مشکل کام نہیں اَور یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعتِ مقدسہ نے آسانی کے واسطے تدبیر بتلائی ہے اَور اِسی واسطے پردہ کا حکم رکھا ہے۔ لوگ کہتے تو ہیں کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے اَصل گناہ یعنی زِنا نہ کیا جائے، پردہ ہو یا نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ذرائع کو اِختیار کرنے کے بعد بھی اگر مقصود میں کامیابی ہوجائے تو بہت ہے چہ جائیکہ ذرائع کو اِختیار ہی نہ کیا جائے اَور کامیابی کی اُمید رکھی جائے۔

میں کہتا ہوں کہ پردہ کے بعد بھی زِنا سے بچ جاؤ تو بڑی بات ہے کیونکہ شیطان کے اَثر سے کہیں بے پردگی ہوجاتی ہے اَور پردہ کو توڑ کر اُمید رکھنا کہ زِنا سے حفاظت رہے گی سراسر حماقت ہے۔ اِن لوگوں نے شرعی اِنتظام کو بالکل لغو سمجھا ہے۔

ذرا بتائیں کہ اِس آیت میں یَغُضُّوْا کو یَحْفَظُوْا پر مقدم کرنے میں کیا حکمت ہے سوائے اِس کے کہ شرمگاہ کی حفاظت کے لیے اِس کو مقدم کیا ہے کیونکہ وہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔ شریعت کو حفاظت کا اِتنا اِہتمام منظور ہے کہ اِس کے لیے ذرائع اِختیار کرنے کا حکم دیا۔ نیز شریعت کے نزدیک شرمگاہ کی حفاظت اِس قدر مشکل ہے جس کے لیے ذریعہ اِختیار کرنے کو ضروری بتلایا ہے اَور براہِ راست کامیابی (یعنی زِنا سے بچے رہنے کو) عادتاً ناممکن قرار دیا مگر یہ شخص جو پردہ کا مخالف ہے شریعت کی اِصلاح کرنا چاہتا ہے کہ وہ تو ایک کام کو اِتنا مشکل سمجھتی ہے اَور یہ اُس کو آسان سمجھیں۔

صاحب تجربہ کر کے دیکھ لیجیے جہاں پردہ نہیں وہاں زبانی دعویٰ جو کچھ بھی ہو لیکن زِنا سے حفاظت بالکل نہیں۔ پردہ کے مخالفین کے گھروں میں جب ایسے واقعات ہوں گے اُس وقت اُن کی آنکھیں کھلیں گی۔ بہت اچھا! یہ پردہ کو توڑ کر دیکھیں اِنشاء اللہ اَب سے بیس برس کے بعد اُن کو وہی کہنا پڑے گا جو شریعت کہہ رہی ہے مگر جب یہ بے پردگی کے برے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اُس وقت پھر اپنی غلطی کے اِقرار کا وقت نہ رہے گا کیونکہ پھر روکنا کسی کے اِختیار میں نہ ہوگا۔ (الکاف ملحقہ مفاسدِ گناہ ص ۱۷۴)۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

قسط : ۲

مروجہ محفلِ میلاد

﴿ حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اللہ تعالیٰ نے جامعہ مدنیہ لاہور کے سابق اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء) کو احقاقِ حق اَور اَبطالِ باطل کا خاص ملکہ عطاء فرمایا تھا۔آپ نے وعظ و تلقین اَور اِرشاد و نصیحت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دین کی خدمت و حفاظت کا فریضہ سر اَنجام دیا اِس سلسلہ میں مشقتیں اَور صعوبتیں بھی برداشت کیں۔آپ کے تصنیفی مواد میں سے ''مروجہ محفلِ میلاد'' اپنے موضوع پر منفرد اَور تحقیقی کتاب ہے اِس کتاب کی اِفادیت کے پیش نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔(اِدارہ)

مروجہ محفلِ میلاد کی حقیقت :

عوام سے چندہ جمع کرکے ایک مجلس منعقد کی جاتی ہے جس میں ضرورت سے زیادہ روشنی کا اِنتظام کیا جاتا ہے بلکہ مسجد وغیرہ کی بیرونی دِیواروں کو دُلہن کی طرح بجلی کے چھوٹے چھوٹے قمقموں (جنہیں مرچوں سے تعبیر کیا جاتا ہے) سے آراستہ کیا جاتا ہے نیز مسجد کے اَندر جھنڈیاں کثیر تعداد میں لگائی جاتی ہیں۔غرض عام حالات کی بہ نسبت کہیں زیادہ اِہتمام کے ساتھ اَور کثیر رقم خرچ کرکے اِس جگہ کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

اَور ظاہر ہے اِسلام جیسے سادے اَور فطری مذہب میں اِس قسم کے فضول اَور غیر ضروری اَخراجات کی کوئی گنجائش نہیں ہے اِس لیے سوائے نمود و نمائش کے اِس کا اَور کوئی فائدہ نہیں۔پھر اِنتہائی

اِہتمام کے ساتھ لوگوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے پھر اُردو کا درود شریف جو اَحمد رضا خان صاحب نے نظم کیا ہے بلند آواز سے سب لوگ مل کر پڑھتے ہیں یعنی :

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نیز ایک شخص کچھ مخصوص اَشعار پڑھتا ہے۔ کچھ دیر بعد اَشعار ہی میں سب سے کہتا ہے کہ اَب اُٹھ کھڑے ہو کیونکہ حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں پھر سب اِس عقیدے کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ حضور پُر نور ﷺ تشریف لے آئے ہیں، چند اَشعار ملاحظہ ہوں :

مچی ہے دُھوم پیمبر کی آمد آمد ہے حبیب خالقِ اَکبر کی آمد آمد ہے
خوشی کے جوش میں ہیں بُلبلیں بھی نغمہ کناں چمن میں آج گلِ تر کی آمد آمد ہے
دو زانو ہو کے اَدب سے پڑھو صلوٰۃ و سلام عزیز و خلق کے مصدر کی آمد آمد ہے

جمیل قادری کہہ دے کھڑے ہوں اہلِ سنت
ہمارے حامی و یار کی آمد آمد ہے

ایضاً

نبی ﷺ آج پیدا ہوا چاہتا ہے یہ کعبہ گھر اُس کا ہوا چاہتا ہے
خریدے گا عصیاں کو رحمت کے بدلے خریدار پیدا ہوا چاہتا ہے
یہ عالم بنایا ہے جس کا براتی ہویدا وہ دُولہا ہوا چاہتا ہے
خدا کے خزانوں کا مختار و حاکم شہِ دین و دُنیا ہوا چاہتا ہے
اُٹھو بہر تعظیم اَے اہلِ محفل نبی جلوہ فرما ہوا چاہتا ہے [1]

اِس کے بعد بزعمِ خویش حضور ﷺ کی موجودگی میں بلند آواز سے سب لوگ مل کر لَے سے لَے ملا کر (کھڑے کھڑے) اُردو کا درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

---

[1] قبالۂ بخشش ص ۹۲ و ۹۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رِضویہ فیصل آباد۔

اِس مخصوص شکل کے ساتھ جو محفلِ میلا د رائج ہے بریلوی حضرات اِس کو واجب اَور فرضِ کفایہ قرار دیتے ہیں چنانچہ قاضی فضل اَحمد صاحب فرماتے ہیں :

''................ اِن عبارات اَور فتاویٰ علماء سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانے میں مولود شریف کا ذکر کرنا شرفِ مستحسن یا مستحب اَور مسنون تھا لیکن اَب اِس زمانے میں اِس کو ضروری تصور کر کے فرضِ کفایہ تحریر فرمایا ہے۔'' [1]

جس کی تصدیق بریلویوں کے اِمام اَحمد رضا خان صاحب اَور دیگر ۴۰ بریلوی علماء نے کی ہے۔

اِس محفل میں ذِکر وِلادت باسعادت کے وقت کھڑے ہونے کو بریلوی حضرات اِس قدر ضروری خیال کرتے ہیں کہ جو شخص اِس موقع پر کھڑا نہ ہو اُسے یہ لوگ دائرہ اِسلام ہی سے خارج سمجھتے ہیں چنانچہ قاضی فضل اَحمد صاحب لکھتے ہیں :

''اگر کوئی شخص ذِکر وِلادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنحضرت ﷺ کے لیے کھڑا نہ ہو وہ آیتِ قرآنی کا منکر شقی القلب (بدبخت دِل والا) مہین (اِہانت کرنے والا) آنحضرت ﷺ کا ہے۔'' [2]

جس کی تصدیق بریلویوں کے اِمام اَحمد رضا خان صاحب اَور دیگر ۴۰ بریلوی علماء نے کی ہے۔

ایک اَور مقام پر قاضی فضل اَحمد صاحب ایک عبارت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

''ترک کرنا قیام کا حضور سرورِ عالم ﷺ کی جناب میں اِستخفاف اَور توہین ہے جو کفر ہے۔'' [3]

جس کی تصدیق بریلویوں کے اِمام اَحمد رضا خان صاحب نے کی ہے۔

---

[1] اَنوار آفتاب صداقت ص ۳۹۸۔ [2] ایضاً ص ۴۲۶۔ [3] ایضاً ص ۴۳۴۔

مروجہ محفلِ میلاد کے بارے میں ہمارا مؤقف :

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ .[۱]

''سب سے بہتر زمانہ میرا ہے (یعنی صحابہ کرامؓ کا زمانہ) پھر وہ لوگ جو اِن کے ساتھ متصلاً بعد میں آئیں گے (یعنی تابعین عظامؒ) پھر وہ لوگ جو متصلاً اِن کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعینؒ)۔''

ہمارا مؤقف مروجہ محفلِ میلاد کے بارے میں یہ ہے کہ نہ اِس کا تذکرہ قرآنِ پاک میں ہے اَور نہ ہی اِس کا پتہ حضور ﷺ کی سنت میں ملتا ہے اَور نہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں اِس کا کوئی سُراغ ملتا ہے۔

باوجودیکہ رَبیع الاوّل کا مہینہ اِس کی مخصوص تاریخیں اَور قرآن وسنت کا تمام وہ ذخیرہ اِن حضرات کی نظروں سے اَوجھل نہ تھا جسے آج فریقِ مخالف مروجہ محفلِ میلاد کے اَثبات کے لیے پیش کرتا ہے اَور اُن میں عشقِ رسول ﷺ ہم لوگوں سے کہیں زیادہ اَور فراواں مقدار میں پایا جاتا تھا اَور اِس عمل کو اَنجام دینے سے کوئی رُکاوٹ بھی اُس دَور میں موجود نہ تھی لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ بدعت ہے جس کا ذکر اَحادیث میں اِنتہائی مذمت کے ساتھ آیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

یہاں پہنچ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ مروجہ محفلِ میلاد قرآن وسنت سے ثابت نہیں اَور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اَور تبع تابعینؒ کے زمانوں میں اِس کا وجود نہ تھا اَور اہلِ سنت والجماعت کے چاروں ائمہ کرام اِمام اَبوحنیفہ، اِمام شافعی، اِمام مالک، اِمام اَحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے یہاں اِس کا سُراغ نہیں ملتا تو پھر یہ رسم شروع کب ہوئی؟ کون اِس کو شروع کرنے والا تھا؟ اِس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اِس کی اِبتدائی تاریخ ذکر کردیں۔

---

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۲ ، مسلم شریف ج ۲ ص ۳۰۹ ، مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۵۳۔

مروجہ محفلِ میلاد کی اِبتداء کب ہوئی اَور کس نے کی؟ :

بجائے اِس کے کہ ہم اپنی جانب سے اِس کے متعلق کچھ لکھیں ، بریلویوں کے مشہور علماء کی تحریرات پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں چنانچہ بریلویوں کے مفتی اَحمد یار خان صاحب ایک عربی عبارت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

''جس بادشاہ نے پہلے اِس کو اِیجاد کیا وہ شاہ اَرْبَل ہے اَور (عمر) اِبن دِحیہ نے اِس کے لیے میلاد شریف کی ایک کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اُس کو ہزار اَشرفیاں نذر کیں۔'' ؎۱

بریلویوں کے ایک اَور عالم جناب قاضی فضل اَحمد صاحب لکھتے ہیں :

''یہ اَمر بھی مسلّمہ ہے کہ اِس ہیئتِ کذائیہ (مخصوص شکل) سے یہ عمل خیر و برکت و نعمت و رحمت ۶۰۴ ھ سے بحکمِ بادشاہ اُولی الامر.................. جاری ہے۔'' ؎۲

اِس کتاب کی بریلویوں کے اِمام اَحمد رضا خاں صاحب سمیت ۴۱ بڑے بڑے علماء نے تصدیق کی ہے۔ اِن دونوں عبارتوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ بریلوی علماء کو بھی اِس کا اِقرار ہے کہ اِس مخصوص شکل کے ساتھ میلاد کی اِبتداء حضور پُرنور ﷺ کے ۶۰۰ سال بعد ساتویں صدی میں ہوئی ہے اَور شاہِ اَرْبَل اَور عمر بن دَحیہ نے مل کر اِس کو اِیجاد کیا ہے اَور بریلویوں کے اِقرار سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اَربل کے بادشاہ (اَبوسعید مظفر الدین) کے لیے سب سے پہلے میلاد کی کتاب ایک سرکاری و دَرباری مولوی عمر بن دِحیہ نے لکھی اَور بادشاہ سے بطورِ اِنعام ایک ہزار اَشرفیاں حاصل کیں اِس عالم کے حالات حافظ اِبن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیے ہیں :

'' كَانَ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ كَثِيْرُ الْوَقِيْعَةِ فِی الْاَئِمَّةِ وَفِی السَّلَفِ مِنَ الْعُلَمَاءِ خَبِيْثُ اللِّسَانِ اَحْمَقُ شَدِيْدُ الْكِبْرِ .'' ؎۳

؎۱ جاء الحق ج ۱ ص ۲۳۷ ؎۲ اَنوارِ آفتاب صداقت ص ۳۹۳ ؎۳ لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۶۔

''یعنی وہ مذہبًا ظاہری تھا (اہلِ سنت کے علاوہ یہ ایک باطل فرقہ ہے) ائمہ اہلِ سنت اَور دُوسرے متقدمین علماء پر اِعتراض کیا کرتا تھا، گندی زبان والا، بیوقوف اَور بہت متکبر تھا۔''

نیز محدث اِبن نجار مروجہ محفلِ میلاد کے بانی مولوی عمر بن دِحیہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

''میں نے سب لوگوں کو اِس کے جھوٹے ہونے اَور نا قابلِ اِعتماد ہونے پر متفق پایا ہے۔'' [1]

ایک اَور محدث اِس کے بارے میں فرماتے ہیں :

''ایسی ایسی باتوں کا دعویٰ کیا کرتا تھا جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تھی۔'' [2]

اُس محفل میں جو شاہِ اَربل اَور عمر بن دِحیہ جیسے مولوی نے اِیجاد کی تھی اُس میں ذکر وِلادت باسعادت کے وقت کھڑا ہونا داخل نہ تھا۔ کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں۔ یہ قیام مزید ڈیڑھ سو سال بعد میں اِیجاد ہوا تھا چنانچہ زمانۂ حال کے مشہور بریلوی عالم جناب اَحمد سعید شاہ صاحب کاظمی لکھتے ہیں :

''مسئلہ قیامِ میلاد میں اِمام سُبکی اَور اُن کے ہم عصر مشائخ و علماء کی اِقتداء کافی ہے۔'' [3]

جناب تقی الدین سُبکی کا اِنتقال ۷۵۶ھ میں ہوا ہے، بریلویوں کے اَحمد سعید شاہ صاحب کاظمی کی عبارت بالا سے ثابت ہوگیا کہ نبی کریم علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکرِ مبارک کے وقت کھڑا ہونا تقی الدین سُبکی (المتوفٰی ۷۵۶ھ) کے دَور سے شروع ہوا ہے۔

رہا ۱۲ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ قرار دینا تو یہ تو اَبھی اِسی صدی کی بات ہے۔ سب بڑی عمر کے لوگ اِس دِن کو ''بارہ وفات'' کہا کرتے تھے۔

اِس کو عید میلاد النبی قرار دینا ''محمد نور بخش توکلی'' کا کام ہے چنانچہ زمانۂ حال کے ایک بریلوی عالم محمد عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں :

---

[1] لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۵ [2] ایضاً ج ۴ ص ۲۹۴ [3] کتاب میلاد النبی ص ۵۸۔

''آپ (محمد نور بخش توکلی) ہی کی مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندو پاک میں بارہ وفات کی بجائے ''عید میلاد النبی'' علیہ السلام کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔'' [1]

یاد رہے کہ محمد نور بخش توکلی کا اِنتقال ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۴/ مارچ ۱۹۴۸ء کو ہوا تھا۔

ایک دُوسرے بریلوی عالم علامہ اِقبال اَحمد فاروقی ایم اے موصوف کے حالات میں رقمطراز ہیں کہ :

''آپ کی دینی خدمات سے ایک نہایت اہم خدمت یہ ہے کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اَور سرکاری کاغذات میں ''بارہ وفات'' غلط العومی اِصطلاح کو ''عید میلاد النبی'' کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اَور اِس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورنمنٹ سے اِس مقدس دِن کی تعطیل عام منظور کرائی۔ آج یہی تعطیل خدا کے فضل سے اِسلامیانِ پاکستان کی ایک اہم تقریب میں تبدیل ہوگئی ہے۔'' [2]

''بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ جو مشہور قول کے مطابق حضور پُر نور علیہ السلام کی تاریخِ وفات ہے اِس کو نور بخش توکلی صاحب نے عید میلاد النبی بنادیا، باوجودیکہ نبی کریم علیہ الصلوٰة والسلام کی وِلادت باسعادت بروز پیر ہوئی اَور تقویمی اُصول کے مطابق پیر کا دن ۲/ ربیع الاوّل یا پھر ۹/ ربیع الاوّل کو آتا ہے اَز رُوئے حساب بارہ ربیع الاوّل کو پیر کا دِن درست بنتا ہی نہیں۔'' [3]

بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ گویا اِس فارسی ضرب المثل کا مصداق ہے کہ :

'' اِبتدائے ظلم دَر جہاں اَندک بود ہر کہ آید براں مزید کرد ''

---

[1] تذکرہ اَکابر اہلِ سنت ص ۵۵۹ [2] مقدمہ تذکرہ سیّدنا غوث اعظم ص ۸ [3] حوالہ کے لیے دیکھیے :
(۱) رحمة للعالمین ج اَوّل ص ۴۰ مصنفہ قاضی سلیمان منصوری پوری (۲) اِسلامی اِنسائیکلو پیڈیا ص ۱۳۲۸
(۳) سیرة النبی ج اَوّل ص ۱۰۹ مصنفہ علامہ شبلی نعمانی۔

یعنی ظلم کی اِبتداء جہان میں معمولی سی ہوتی ہے لیکن جو بھی آتا ہے اِس پر اِضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔

مروجہ محفلِ میلاد میں بدعت ہونے کے علاوہ دیگر کئی شرعی خامیاں موجود ہیں۔ مروجہ محفلِ میلاد کی اِس حیثیت کو تو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا گیا ہے کہ اِس کی موجودہ ہیئت وصورت کو صحابہ اَور فقہاء کے دَور میں کسی تاریخی حوالے سے ثابت نہیں کیا جا سکتا اَور یہ بعد کی پیداوار اَور بدعت ہے لیکن بدعت ہونے کے علاوہ اِس میں کئی شرعی خامیاں ایسی ہیں جو اِس کے ناجائز ہونے کے لیے بجائے خود بہت کافی ہیں۔

مروجہ محفلِ میلاد میں پائی جانے والی شرعی خرابیاں :

(۱) پہلی شرعی خرابی :

ایک غیر ضروری کام کو ضروری سمجھنا! شریعت کی نظر میں یہ چیز اِنتہائی مذموم ہے کہ کسی چیز کو اُس کے اپنے مقام سے گھٹا یا بڑھا دیا جائے مثلاً کسی فرض و واجب چیز کو اُس کے اپنے مرتبہ سے گھٹا کر محض سنت و مستحب کے درجہ میں لے آیا جائے، یا کسی مستحب و مباح کام کو اُس کے اپنے درجہ سے بڑھا کر فرض یا واجب قرار دے دیا جائے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں :

" لَایَجْعَلُ اَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ شَیْئًا مِّنْ صَلَاتِہٖ یَرٰی اَنَّ حَقًا عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ یَّمِیْنِہٖ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرًا یَّنْصَرِفُ عَنْ یَّسَارِہٖ .[۱]

''تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے کہ وہ نماز سے فراغت کے بعد دائیں جانب مڑنے کو ہی ضروری سمجھ لے کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو بائیں جانب مڑتے دیکھا ہے۔''

---

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۱۱۸ ، مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۸۷

بریلوی حضرات بھی اِس شرعی اُصول کے ماننے میں ہمارے ساتھ پوری طرح متفق ہیں چنانچہ بریلویوں کے علامہ سیّد محمود اَحمد رضوی مہتمم مدرسہ حزب الاحناف لاہور رقم طراز ہیں :

''فقہاءِ اَحناف بہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی اَمرِ مستحب کو فرض واجب سمجھنے لگے یا کسی اَمرِ مستحب کو فرض و واجب کا دَرجہ دے تو جان لو کہ اِس پر شیطان کا دَاؤ چل گیا۔ علامہ طیبیؒ شرح مشکٰوۃ میں (حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بالا کے ذیل میں) لکھتے ہیں کہ ''اِس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی اَمرِ مستحب کو ضروری سمجھے اَور رُخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان کا دَاؤ اُس پر چل گیا'' (کہ شیطان نے اِسے گمراہ کر دیا) جب کسی مستحب کو ضروری سمجھنے کا یہ حکم ہے تو اَندازہ لگاؤ کہ کسی بدعت یا منکر (بری بات) کو ضروری سمجھنے والے کا کیا حال ہوگا۔'' [۱]

بہر حال حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَور فقہاءِ اَحناف کے اِس بیان سے جو بریلویوں کے علامہ سیّد محمود اَحمد رضوی نے نقل کیا ہے، یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ کسی غیر ضروری کام کو ضروری کام سمجھ کر کرنے والا شخص شیطان کے پھندے میں پھنس کر گمراہ ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص غیر ضروری کام کو ضروری نہیں سمجھتا لیکن اِتنی پابندی سے کرتا ہے کہ دیکھنے والا شخص اُس کو ضروری سمجھ لیتا ہے تو وہ بھی اِن ہی لوگوں کے زمرے میں شامل ہوگا جو غیر ضروری کام کو ضروری سمجھ کر کرنے والے ہیں۔ اِسی وجہ سے علمائے کرام بیان فرماتے ہیں کہ کسی نماز میں کوئی مخصوص سورت ہمیشہ اَور مسلسل پڑھنا منع ہے چنانچہ بریلویوں کے مفتی محمد خلیل صاحب رقمطراز ہیں :

''سورتوں کا معین کر لینا کہ اِس نماز میں ہمیشہ وہی سورتیں پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں اَحادیث میں وارِد ہیں اُن کو کبھی کبھی تبرکاً پڑھ لینا مستحب ہے مگر ہمیشہ نہ پڑھے کہ کوئی واجب گمان کرلے۔'' [۲]

---

[۱] بصیرت اَز سیّد محمود اَحمد رضوی ص ۲۳۷ بحوالہ مرقات ج ۲ ص ۳۵۳۔ [۲] ہمارا اِسلام حصہ چہارم ص ۶۹۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی غیر ضروری کام کو ضروری سمجھنا یا اُس کو اِتنے اِہتمام اَور پابندی کے ساتھ کرنا جس سے دیکھنے والے کو یہ شبہہ گزرے کہ یہ کام ضروری ہے شرعاً منع ہے اَور بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایسے شخص پر شیطان کا دَاؤ چل گیا اَور اُس نے اِس شخص کو گمراہ کر دیا ہے۔

(۲) دُوسری شرعی خرابی :

ایک غیر ضروری کام کے لیے لوگوں کو دعوت دینا اَور جمع کرنا۔

فرائض وواجبات کے لیے دعوت دینا اَور لوگوں کو بُلانا اَور جمع کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ ضروری اَور فرض ہے لیکن نفلی کاموں کے لیے فرائض وواجبات کا سا اِہتمام کرنا شرعاً ناجائز ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نمازِ چاشت کو مسجد میں اِہتمام کے ساتھ اَدا کرنے کو بدعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ''جو لوگ اِسے بدعت کہتے ہیں وہ اُن لوگوں کے مجتمع ہونے اَور مسجد میں علی الاعلان پڑھنے کی بناء پر ہے۔ مطلب یہ کہ یہ نماز (چاشت کی نماز) حدِّ ذات میں (یعنی بذاتِ خود) تو مشروع (جائز) ہے لیکن اِس کا ایسا اِجتماع و اِظہار جیسا کہ فرائض میں ہے بدعت ہے اِس لیے کہ نوافل میں سنت (طریقہ) اَور اُس کی فضیلت چھپانے اَور گھر میں پڑھنے میں ہے۔'' [1]

اِسی طرح نفل نماز کو جماعت سے اَدا کرنا گو جائز ہے مگر لوگوں کو بُلا کر اَور اِکٹھا کر کے اِہتمام کے ساتھ نوافل کی جماعت کرنا مکروہ ہے اَور اِتفاقیہ طور پر اگر چار یا پانچ آدمی جمع ہو جائیں تو بھی نفل نماز باجماعت پڑھنا منع ہے کیونکہ اگرچہ یہاں اِہتمام کے ساتھ نفل کی جماعت کے لیے بُلایا نہیں گیا ہے لیکن پھر بھی اِہتمام کی سی شان خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اِس لیے چار یا پانچ آدمیوں کا نفل نماز باجماعت پڑھنا منع ہے خواہ بُلا کر اُن کو جمع کیا گیا ہو یا بلا دعوت خود بخود جمع ہو گئے ہوں۔

---

[1] مدارج النبوت اُردو جلد اَوّل ص ۶۸۰ مطبوعہ کراچی۔

چنانچہ مولوی اَحمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں :

''ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی (لوگوں کو بُلا کر اَکٹھا کر کے) مکروہ ہے...... تداعی (جمع کرنے کے لیے بُلانا) مذہبِ اَصح میں (زیادہ صحیح مذہب کے مطابق) اُس وقت متحقق ہوگی جب چار یا زیادہ مقتدی ہوں۔'' [1]

مجدد اَلفِ ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اُن لوگوں پر اِعتراض کرتے ہوئے جو مسجد میں تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے، اِرشاد فرماتے ہیں :

''نمازِ تہجد کو جماعت کے ساتھ اَدا کرتے ہیں۔ اَطراف و جوانب سے اِس وقت لوگ نمازِ تہجد کے لیے جمع ہو جاتے ہیں اَور خاص اِہتمام سے اِس کو اَدا کرتے ہیں حالانکہ یہ عمل (نفل نماز کے لیے لوگوں کو بُلانا اَور اِہتمام کرنا) مکروہ تحریمی ہے۔'' [2]

بہرحال اِن حوالجات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نوافل کو اِہتمام کے ساتھ اَدا کرنا اَور لوگوں کو اِس کی دعوت دینا اَور کسی مقام پر جمع کر کے باجماعت اَدا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اَور اِتفاقیہ طور پر اگر چار آدمی جمع ہو جائیں تو بھی نوافل جماعت کے ساتھ اَدا نہیں کیے جاسکتے کیونکہ اِس میں بھی اِہتمام کی سی شان پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پانچوں نمازوں کی سنتوں اَور نوافل کو گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے اَفضل ہے کیونکہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :

''نوافل میں سنت طریقہ اَور اُس کی فضیلت چھپانے اَور گھر میں پڑھنے میں ہے۔'' [3]

اَور بریلویوں کے اِمام جناب اَحمد رضا خان صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں :

''تراویح اَور تحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل، سنن راتبہ ہوں یا غیر راتبہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ، گھر میں پڑھنا اَفضل اَور باعثِ ثواب اَکمل ہے۔'' [4]

---

[1] فتاویٰ رِضویہ جلد سوم ص ۴۸۰ [2] مکتوبات مجدد اَلفِ ثانی حصہ سوم ص ۱۰ [3] مدارج النبوت اُردو ج اَوّل ص ۶۸۰ [4] فتاویٰ رِضویہ جلد سوم ص ۴۷۸

اِس کے بعد دَلائل سے اِس مسئلہ کو ثابت کر کے لکھتے ہیں :

''اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ نے دائمًا سب سنتیں مسجد ہی میں پڑھیں ہوتیں تاہم بعد اِس کے حضور ﷺ ہم سے اِرشاد فرما چکے ''فرضوں کے سوا تمام نمازیں تمہیں گھر میں پڑھنا چاہئیں۔'' اَور فرمایا ماوَرائے فرائض (فرائض کے علاوہ) اَور نمازیں گھر میں پڑھنا مسجد مدینہ طیبہ (مسجد نبوی) میں پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔''[۱]

اَلبتہ اِس مقام پر اگر یہ شبہہ پیدا ہو کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد کے اَندر تعلیم، وعظ اَور مقدمات کے فیصلے وغیرہ ہوتے تھے تو اِس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ سب اُمور فرائض میں سے ہیں چنانچہ دینی تعلیم حاصل کرنا اَور دینی تعلیم دُوسروں کو دینا فرض ہے۔ اِسی طرح وعظ کہنے کا مقصد لوگوں کو اَحکامِ شرعیہ سے مطلع کرنا ہے، یہ بھی فرض ہے۔ نیز حاکم پر فرض ہے کہ لوگوں کے جھگڑوں کا اَور مقدمات کا شریعت کے مطابق فیصلہ کرے جیسے کہ حضور ﷺ کو خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں :

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ. (سُورۃ المائدہ آیت: ۴۸)

''آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں اُن اَحکام کے ساتھ جو اللہ نے آپ پر اُتارے ہیں۔''

جب فریقین اِس اُصول ''غیر ضروری کام کے لیے اِہتمام کرنا اَور لوگوں کو دعوت دے کر بُلا کر اِس کو سراَنجام دینا شرعاً ناجائز ہے۔'' کو تسلیم کرتے ہیں، پھر نامعلوم بریلوی حضرات یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ ''مروجہ محفلِ میلاد'' ساتویں صدی ہجری کی پیدا شدہ ایک رسم ہے اِس کو فرض و واجب قرار دے کر فرائض سے بھی زیادہ اِس کے لیے اِہتمام کیوں کرتے ہیں؟

---

[۱] فتاوٰی رِضویہ جلد سوم ص ۴۷۹

(۳) تیسری شرعی خرابی :

بِلا دلیل یہ اِعتقاد قائم کر لینا کہ حضور پُرنور ﷺ ہماری محفلِ میلاد میں یقیناً تشریف لاتے ہیں اَور پھر اِسی بناء پر کھڑا ہونا۔

حنفی اہلِ سنت والجماعت ہی نہیں بلکہ تمام اہلِ حق لوگوں کا اِس پر اِتفاق ہے کہ کسی قطعی دلیل کے بغیر کوئی عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی ؒ اِرشاد فرماتے ہیں :

وَلَاعِبْرَةَ بِالظَّنِّ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ . (شرح عقائد نسفی)

''اِعتقادات میں ظنی چیزوں کا کوئی اِعتبار نہیں ہے۔'' (یعنی اِعتقادات کے لیے قطعی دَلیل دَرکار ہے)۔

اِس اصول ''اِعتقادات کے لیے دَلیلِ قطعی دَرکار ہے'' کو بریلوی حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ بریلویوں کے اِمام جناب اَحمد رضا خان صاحب مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں :

''اَحادیثِ آحاد دَر بارہ اِعتقاد نا قابلِ اعتماد۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۴۵۱)

یعنی اَحادیثِ آحاد جن کے روایت کرنے والے دو چار اَفراد ہوں اُن سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔

ایک اَور جگہ لکھتے ہیں :

''حدیثِ آحاد اگرچہ تمام شرائطِ صحت کی جامع ہو ظن (گمان) ہی کا فائدہ دیتی ہے اَور معاملہ اِعتقاد میں ظنّیات کا کچھ اِعتبار نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ ج دوم ص ۴۵۱)

اَحمد رضا خان صاحب کی اِس عبارت کا مطلب واضح ہے کہ جس حدیث کے راوی دو چار اَفراد ہوں اُن سے عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے۔ عقائد ثابت کرنے کے لیے قطعی دلائل دَرکار ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اِس متفق علیہ اُصول کے باوجود بریلوی حضرات بِلا دَلیل یہ عقیدہ بنائے ہوئے ہیں کہ

مروجہ محفلِ میلاد میں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید فرنگیوں اَور عیسائیوں کے ساتھ اِختلاط کی وجہ سے یہ عقیدہ مسلمانوں نے اَپنا لیا ہے کیونکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جو مجلس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر منعقد کی جاتی ہے اُس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں چنانچہ بائبل میں مذکور ہے :

''جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں میں اُن کے بیچ میں ہوں۔'' [1]

مسلمانوں کے لیے تو کسی طرح بھی جائز نہیں کہ وہ یہ عقیدہ قائم کرلیں کہ جو محفل حضور ﷺ کے نام پر منعقد کی جائے تو حضور ﷺ اُس میں ضرور تشریف لاتے ہیں اَور یہ ظاہر ہے کہ عقائد کی خرابی اَعمال کی خرابی سے کہیں زیادہ بُری اَور نقصان دہ ہے۔

چوتھی شرعی خرابی :

اِس قدر اِہتمام سے یہ محفلِ میلاد منعقد کی جاتی ہے کہ جس سے ناواقف عوام کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ نماز روزہ وغیرہ فرض اُمور سے زیادہ محفلِ میلاد کی شرکت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کی نماز بھی نہ پڑھنے والے لوگ اِس محفلِ میلاد میں ضرور شریک ہوتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر بریلویوں کے مفتی اَحمد یار خان لکھتے ہیں :

''بعض دیہات کے لوگ جمعہ میں آتے نہیں اَور اِس طرح سے بلاؤ تو جمع نہیں ہوتے۔ ہاں محفلِ میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہوجاتے ہیں۔ خود میں نے بھی اِس کا بہت تجربہ کیا ہے۔'' [2]

عوام کو غلط عقائد و نظریات سے بچانا بھی ضروری ہے۔ اِس لیے اگر کسی غیر ضروری کام کرنے کے باعث لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہوں تو وہ غیر ضروری گو اپنی جگہ اچھا ہی کیوں نہ ہو ترک کر دیا جاتا ہے۔

---

[1] اِنجیل متّی باب ۱۸ آیت ۲۰۔ [2] جاء الحق حصہ اَوّل ص ۲۳۷۔

اِس اُصول کو بریلوی علماء بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ جناب اَحمد رضا خان صاحب سے ایک بار پوچھا گیا کہ بعض علاقوں میں لوگ نمازِ عید اَور نمازِ اِستسقاء کو جاتے ہوئے علَم (جھنڈا) لے کر عیدگاہ تک جاتے ہیں، اِس کا کیا حکم ہے؟ تو اُنہوں نے اِس کو جائز اَور مباح قرار دینے کے بعد لکھا :

''ہاں جہاں اِس سے کوئی محذورِ شرعی (شرعی طور پر کوئی غلط کام) پیدا ہوتا ہو مثلاً جن بلاد (شہروں) میں محرم کے علَم (جو شیعہ نکالتے ہیں) رائج ہیں عوام اُس کو اِن سے سمجھیں یا اُس سے اِن کے جواز پر اِستدلال کریں اَور فرق سمجھانے کی ضرورت پڑے وہاں اِس سے اِحتراز ہی کیا جائے کہ کوئی اَمر ضروری نہیں اَور اِحتمالِ فتنہ و فسادِ عقیدہ ہے، نہ ہر ایک کو سمجھا سکیں اَور نہ ہر ایک سمجھانے سے سمجھے گا تو ایسی بات کرنی کیا ضروری ہے؟ حدیث میں اِرشاد ہوا ''اِیَّاکَ وَمَا یُعْتَذِرُ مِنْهُ '' (یعنی جن چیزوں کے کرنے سے لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہو اُن سے پرہیز کرو تاکہ بعد میں عذر نہ کرنا پڑے۔'' (عرفانِ شریعت حصہ دوم ص ۴۷)

اِسی طرح عوام میں ایک نماز صلاۃ الرغائب کے نام سے رائج تھی جسے رجب کے مہینہ میں لوگ جماعت کے ساتھ معراج کی رات میں پڑھا کرتے تھے۔ نیز شبِ براءت اَور شبِ قدر میں بھی لوگ صلاۃ البراءۃ اَور صلاۃ القدر بڑے اِہتمام اَور جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ فقہاءِ کرامؒ نے اِس اِہتمام اَور جماعت کے ساتھ اِن نفل نمازوں کو پڑھنے سے روک دیا۔ بریلویوں کے اِمام جناب اَحمد رضا خان صاحب اِس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

''متاخرین کا اِن (صلاۃ الرغائب، صلاۃ البراءۃ اَور صلاۃ القدر) پر اِنکار اِس نظر سے ہے کہ عوام اِن نمازوں کو سنت نہ سمجھیں۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۳ ص ۴۸۵)

اَحمد رضا خان صاحب کی اِس عبارت نے بتا دیا کہ علماءِ کرام نے اِن نمازوں کے پڑھنے سے محض اِس لیے روکا ہے کہ اِن کے پڑھنے سے عوام اِس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ نمازیں سنت ہیں اَور عوام کو اِس غلط نظریہ (کہ یہ نمازیں سنت ہیں) سے بچانے کے لیے علماءِ کرام نے اِن نمازوں کو

اِہتمام وغیرہ سے پڑھنے سے روک دیا۔

بہر حال ثابت ہو گیا کہ فریقین کے نزدیک یہ اُصول صحیح اَور مُسلَّم ہے کہ :

''اُن تمام غیر ضروری کاموں کو چھوڑ دینا ضروری ہے جن سے عوام کسی غلط نظریہ اَور فاسد عقیدہ میں ملوث ہو جاتے ہوں۔ گو وہ غیر ضروری کام اپنے مقام پر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو کیونکہ عوام کے عقائد و نظریات کی حفاظت بڑا اہم فریضہ ہے۔''

لیکن بریلوی حضرات نہ معلوم ''مروجہ محفلِ میلاد'' پر اِس اُصول کو لاگو کرنے سے کیوں راہِ فرار اِختیار کرتے ہیں۔

مروجہ محفلِ میلاد کو اگر تھوڑی دیر کے لیے جائز بھی فرض کر لیا جائے تو بھی جب لوگ اِس کو فرض و واجب کا درجہ دینے لگ گئے ہیں اَور یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ مروجہ محفلِ میلاد اِسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اَور اِس پر اِتنا اِصرار ہے کہ نوبت مقدمات تک پہنچ رہی ہے تو اِن حالات میں مذکورہ بالا شرعی اُصول کی رُو سے اِس محفل کو بند کر دینا چاہیے۔

پانچویں شرعی خرابی :

ایسے اَشعار محفلِ میلاد میں پڑھے جاتے ہیں جو اَز رُوئے شریعت قطعاً صحیح نہیں ہوتے ہیں مثلاً جو اَشعار ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اُن میں ایک شعر یہ ہے :

نبی آج پیدا ہوا چاہتا ہے
یہ کعبہ گھر اُس کا ہوا چاہتا ہے

حضور پُرنور ﷺ کی وِلادت باسعادت کو آج ساڑھے چودہ سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے اَور آفتابِ رسالت کے تریسٹھ سال کا عرصہ گزار کر پردہ فرما جانے کو بھی آج تقریباً چودہ سو سال بیت رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وِلادت و وفات کا ایک دن مقرر ہے کسی بھی فردِ بشر کی وِلادت ایک سے زائد بار نہیں ہوتی لیکن بریلوی حضرات آئے دِن محفلِ میلاد میں یہ کہتے رہتے ہیں کہ اَبھی

تھوڑی دیر میں حضور ﷺ پیدا ہونے والے ہیں جو شدید قسم کی ایک گستاخی ہے۔

اِسی طرح ایک اَور شعر جو پہلے دَرج کیا جاچکا ہے ملاحظہ فرمائیں :

خدا کے خزانوں کا مختار و حاکم
شہِ دین و دُنیا ہوا چاہتا ہے

اِس شعر کو سن کر ہر ناواقف اَور جاہل شخص یہ عقیدہ بنالے گا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مختار و حاکم حضور ﷺ بن چکے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اُس کا کوئی شریک وساجھی نہیں ہے اَور اِس شعر میں حضور پُر نور ﷺ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے خزانوں کا مختار و حاکم بتایا جا رہا ہے۔

بہر حال ثابت ہو گیا کہ آج کل کی مروجہ محفلِ میلاد نہ صرف یہ کہ تکمیلِ دین اِسلام کے چھ سو سال بعد کی پیدا شدہ ایک بدعت ہے بلکہ اِس قسم کی بے شمار شرعی خرابیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر ایک خرابی اِس رَواجی محفلِ میلاد کے ناجائز ہونے کے لیے تن تنہا کافی ہے۔ (جاری ہے)

وفیات

گذشتہ ماہ درجِ ذیل حضرات وفات پاگئے : اَوکاڑہ کے مولانا سیّد اَمیر حسین شاہ صاحب گیلانی رحمہ اللہ کی اہلیہ صاحبہ، ۹ رجنوری کو کریم پارک کے حاجی عبدالرحمن صاحب (تار والے)۔ ۲۲ رجنوری کو حضرت مولانا اکرم صاحب طوفانی کی ہمشیرہ صاحبہ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

مکتوب گرامی حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہم العالی

باسمہ تعالیٰ

مکرمان و محترمان و بہی خواہان مدارس و مکاتب و مشائخ سلسلہ حضرت تھانوی و حضرت مدنی و حضرت شاہ عبدالقادر و حضرت شیخ نوراللہ مراقدہم اَور اُن کے خلفاء اَور اُن کے خلفاء کے خلفاء و ممبران دارُالعلوم دیوبند و سرپرستان مدرسہ مظاہر علوم و مہتممانِ مدارس و نظماءِ مدارس۔

اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بندہ بعافیت ہے اُمید ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔ مدارس و مکاتب کے عملہ کی سُدھار کی بھی ضرورت ہے اَور طلباء کی بھی اَور علاقے کے مسلمانوں کے گھرانوں کے سُدھار کی بھی ضرورت ہے۔ کسانوں مصالحہ والوں اَور کپڑوں والوں کی خصوصًا اَور عمومی تاجروں کی عمومًا سُدھار کی ضرورت ہے۔ آج کا کسان اَور تاجر زَکوۃ روک رہا ہے اَور سود لے کر کھیتی اَور گنا تیار کر رہا ہے۔ تبلیغ والے خانقاہ والے سب وہی سود وَالا غلہ اَور سود والی شکر کھاتے ہیں اِن تاجروں کو سمجھا کر زَکوۃ کا اِہتمام کرائیں سود سے بچنے کی تاکید کریں۔

سرکار نئی نئی ترکیبوں سے سود بانٹ رہی ہے۔ اُس کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے کاروبار میں سود لگوادو تو اُس کا بھٹہ بیٹھ جائے گا اَور اپنا فائدہ ہو جائے گا۔ میں اُوپر کے حضرات کے توسط سے سب ہی اُمت سے درخواست کرتا ہوں کہ زکوۃ دے کر مال کو پاک کریں اَور سود سے بچ کر کاروبار چاہے کھیتی ہو چاہے گنا ہو مصالحہ کا

کاروبار ہو تمام حلال طریقہ پر مہیا ہو، ہماری دُعاؤں میں جان پڑے اَور ظالموں اَور جابروں سے نجات حاصل ہو۔ مدرسوں میں اُس کی شایانِ شان عملہ نہیں وہاں بھی سُدھار لانے کی ضرورت ہے ڈاڑھی کٹی ہوئی، اَنگریزی لباس، اَنگریزی بال ایسا عملہ مدرسہ کے شایانِ شان نہیں، داخلہ کے وقت طلباء کی بہت چھان بین ہوتی ہے وضع قطع بھی دیکھی جاتی ہے لباس بھی پر نظر ہوتی ہے اَور داخلہ کے بعد کوئی نگرانی نہیں وضع قطع بھی بگڑ جاتی ہے، اَنگریزی بال ہوتے ہیں، ڈاڑھی متاثر ہو جاتی ہے، ٹخنے بھی ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُوپر والے حضرات سے درخواست کرتا ہوں سب ہی حضرات اپنے مدرسوں پر کڑی نظر رکھیں تاکہ طلباء صحیح تیار ہو کر صحیح عالم بن کر اُمت کے مقتداء بن سکیں۔ اَور طلباء میں دَروازہ بند ہو جانے کے بعد نگران کے جانے کے بعد غلط کتابوں کا مطالعہ ہوتا ہے جو اُن کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے اَور اُس وقت نگران کا وقت بھی نہیں ہوتا نظماء کا بھی آرام کا وقت ہوتا ہے اِس کا کوئی حل کرنا چاہیے۔

تبلیغ ہو، تعلیم ہو، تذکیر ہو، ہر وقت نگران نہیں ہوگا ہم سب خود اپنے اَوقات کو ضائع کرنے سے بچائیں، اللہ تعالیٰ مجھے اَور اَحباب و اَکابر کو بھی اِس کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

(حضرت مولانا) محمد طلحہ کاندھلوی (مدظلہم العالی)

۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۳ھ

سہارنپور اِنڈیا

قسط : ۱

خطاب لاجواب

﴿ حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری، لندن ﴾

حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری مدظلہم العالی چیئرمین ورلڈ اِسلامک فورم لندن اِنگلینڈ سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور ۲۳ر نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید میں طلباء سے بہت مفید خطاب فرمایا جس کی افادیت کے پیش نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔(اِدارہ)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ.

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

قابلِ صد اِحترام علمائے کرام وعزیز طلباء! یہ میرے لیے سعادت اَور خوشی کا مقام ہے کہ یہاں پر آپ لوگوں سے ملنے کا موقع ملا یہ اِدارہ جامعہ مدنیہ جدید حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے جو علم و عمل کے اِمام تھے جن سے اللہ نے اپنے دَور میں بہت زبردست بہت بڑا کام لیا اَور آج اُنکے جانشین حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم اُن ہی کے نقش قدم پر دین اَور علم اَور تمام شعبوں میں خدمت اَنجام دے رہے ہیں آپ حضرات یہاں پر مختلف علاقوں سے علم سیکھنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں اللہ کا شکریہ اَدا کرنا چاہیے اَور اِحسان ماننا چاہیے کہ اللہ نے ہمیں اپنے دین کی طلب کے لیے قبول فرمایا یہ اُس کا اِحسان ہے ورنہ دُنیا میں کیسے کیسے لوگوں کو کہاں لگا رکھا ہے اُس نے، ایک ڈاکٹر ہے بظاہر بہت بڑا عہدہ ہے لیکن وہ کیا کر رہا ہے پیشاب کا ٹیسٹ کر رہا ہے پاخانہ کا ٹیسٹ کر رہا ہے خون کا ٹیسٹ کر رہا ہے دِن بھر اِسی میں گزر رہا ہے اُس کا، کوئی پہاڑ کو توڑ کر اُس میں سے ریل کے لیے سُرنگ بنا رہا ہے، کوئی بارُود بنا رہا ہے کوئی کیا، یعنی مختلف کام کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جو بڑے قابل لوگ ہیں ہم سے زیادہ قابل ہیں ہم سے زیادہ

صلاحیت رکھنے والے ہیں ہم سے زیادہ خوب صورت ہیں ہم سے زیادہ طاقتور ہیں ہم سے زیادہ وسائل رکھنے والے ہیں لیکن اللہ نے اُن کو دُوسرے کام پر لگا رکھا ہے، تو اللہ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہم لوگوں کو علمِ دین کی تحصیل کے لیے قبول فرمایا اِس پر جتنا بھی اِحسان مانا جائے کم ہے۔

حضرت جی مولانا یوسف صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دُنیا میں واحد کتاب ہے قرآنِ پاک جو پوری طرح پر محفوظ ہے دُنیا میں، اَور اُمتیں بھی ہیں جن کا دعوٰی ہے کہ اُن کے پاس آسمانی تعلیمات آسمانی کتابیں ہیں، یہود کہتے ہیں ہمارے پاس توراۃ ہے نصارٰی کہتے ہیں اِنجیل ہے لیکن کوئی یہودی کوئی عیسائی پوری توراۃ یا اِنجیل کے بارے میں تو کیا اُس کے ایک صفحہ کے بارے میں ایک سطر کے بارے میں کسی لفظ کے بارے میں پورے اِعتماد اَور یقین کے ساتھ قسم کھا کر نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی اِلفاظ ہیں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام یا حضرت موسٰی علیہ السلام کو دیے یقین سے کوئی نہیں کہہ سکتا اُن کو بھی اِعتماد نہیں ہے اِس پر بلکہ آج کی جو تحقیقات ہوگئی ہیں کہ کوئی پڑھا لکھا یہودی یا عیسائی اِس بات کا دعوی نہیں کرسکتا کہ یہ وہی ہے جو اُتری تھی لیکن اَلحمد للہ ہم میں سے بے پڑھا لکھا ایک اَدنی مسلمان بھی پورے یقین اَور اِعتماد کے ساتھ اَور قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ قرآنِ پاک پورا کا پورا ''اَلْحَمْدُ'' سے ''وَالنَّاسُ'' تک محفوظ ہے اَور یہ وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے حضور ﷺ کے قلبِ مبارک پر اُتارا تھا۔ تو جیسے قرآن اَوراق میں محفوظ ہے اِسی طرح پر اِنسانی نفوس میں اِستعداد موجود ہے کہ قرآن کی حقیقت ہم حاصل کرسکیں۔

دیکھیے ایک ہوتا ہے لفظ اَور شکل اَور ایک ہوتی ہے حقیقت، ایک ''موٹر کار'' کا لفظ ہے بغیر محنت بغیر خرچ کے آپ کو مِل جائے گا اَور ایک کار کا کھلونہ ہے چند روپیوں میں آپ کو مِل جائے گا مگر ایک کار کی حقیقت ہے اُس کے لیے بہت محنت کرنی پڑے گی۔ قرآن نے جو اِلفاظ دیے ہیں تو اَسلاف نے اَکابرین نے صحابہ نے محنت کرکے اُس کے حقائق حاصل کیے ''اِیمان'' کا لفظ ہے ''تقوی'' کا لفظ ہے ''اِحسان'' کا لفظ ہے ''صبر'' کا لفظ ہے ''خشیت'' کا لفظ ہے یہ ہیں سارے اِلفاظ ہی مگر اُنہوں نے

محنت کی یہاں تک کہ اُس کی حقیقت حاصل کی کہ اِیمان کیا ہے تقوی کیا ہے خشیت کیا ہے اللہ سے تعلق کیا ہے توکل کیا ہے اُس کے حقائق اُن کو حاصل ہوئے اَور حقائق پر خدا کی طرف سے وعدہ ہے تو ہم بھی صرف اِلفاظ تک محدود نہ رہیں۔

جتنے وعدے آپ قرآن میں پڑھتے ہیں وہ سارے وعدے اِلفاظ پر نہیں ہیں بلکہ حقائق پر ہیں اَور فرمایا کہ جب فساد اِتنا بڑھ جائے گا، بگاڑ اِتنا عام ہوجائے گا، فطرت مسخ ہوجائے گی، اِتنی زیادہ اِنسانیت کے اَندر جو قبولیت کی صلاحیت ہے چھن جائے گی تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اِن الفاظ کی بے قدری نہیں ہونے دیں گے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک اِنسان فجر میں اُٹھے گا قرآنِ پاک کھولے گا پڑھنے کے لیے تو اِلفاظ غائب ہوں گے اللہ اُٹھالیں گے کہ اَب بگاڑ اِتنا بڑھ گیا فساد اِتنا عام ہوگیا زندگیوں میں اِتنی زیادہ غلط چیزیں داخل ہوگئیں دِل اِتنا سیاہ ہوگیا اَب قبولیت کی اِستعداد ہی ختم ہوگئی تو اَب اِن اِلفاظ کی بے قدری نہ ہو۔تو قرآنِ پاک کے اِلفاظ کا محفوظ رہنا کتابوں میں باقی رہنا اَوراق پر، یہ اِس بات کی دلیل ہے یہ اِس بات کی اُمید دِلاتا ہے کہ اَبھی حالات اِتنے ناسازگار نہیں ہوئے فساد اِتنا عام نہیں ہوا بگاڑ اِتنا عام نہیں ہوا کہ ہم کوشش کریں اَور اِن الفاظ کی حقیقت کو حاصل نہ کرسکیں تو یہ قرآن کا محفوظ رہنا اللہ کے طرف سے ایک بہت بڑا اِنعام ہے اِس اُمت پر اَور قرآن کے طفیل میں ہر چیز محفوظ ہے۔

آج سے نوے سال پہلے جرمنی میں جو عیسائی پادریوں کا ایک بہت بڑا سیمنار ہوا تھا تو اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ دیکھیے قرآن کے بارے میں مسلمانوں کا دعوٰی ہے کہ جوں کا توں جیسے اُترا تھا محفوظ ہے بائبل حقائق ڈھونڈتی رہتی ہے تو ہمیں کوئی ایسی چیز تلاش کرنی چاہیے کہ ہم کہہ سکیں کہ قرآن میں بھی تبدیلی ہوئی ہے۔اُنہوں نے مراکش سے اِنڈونیشیا تک کے سارے قرآنِ پاک جن جن ملکوں سے حاصل کرسکتے تھے حاصل کیے لاکھوں کی تعداد میں اَور جائزہ لیا اُس کا، یہ تو اُنہیں مِلا کہ کسی جگہ جیسے کمپوزنگ میں کچھ حصہ رہ جاتا ہے یا کتابت میں رہ گیا ہو یا کوئی چیز چھوٹ گئی ہو لیکن یہ نہیں مِلا کہیں پر کہ یہاں پر لفظ کوئی اَور ہے دُوسرے قرآن میں لفظ کوئی اَور ہے، ایسا ایک جگہ بھی نہیں ملا۔اَور بائبل کا

بھی جائزہ لیا تو بائبل میں پونے دو لاکھ غلطیاں اَور ایک بٹا سات یعنی پچیس ہزار ایسی غلطیاں جو فحش تھیں جس سے معنٰی بدل جائے مفہوم کچھ کا کچھ ہو جائے تو قرآن اِس طرح پر محفوظ ہے، بڑے سے بڑا دُشمن بھی یہ دعوٰی نہیں کر سکتا کہ قرآنِ پاک میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔

اَلبتہ اَحادیث کے متعلق آج سے اَسی نوے سال پہلے یورپ کے مستشرقین نے یہ ایک اَفواہ اَور ایک نظریہ پیش کیا کہ ہمیں شک ہے کہ یہ محفوظ ہیں کہ نہیں۔ ''مستشرق'' کا معنٰی بتکلف مشرقی بننا یعنی ہے تو مغرب کا رہنے والا............اِس بات کو اُنہوں نے اپنے میڈیا کے ذریعہ پھیلایا مثلاً جو بخاری، مسلم، ترمذی، اَبوداود، ابن ماجہ جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں اَحادیث کی وہ دُوسری صدی کے اَواخر میں لکھی گئیں ہیں تو درمیان میں کئی واسطے پڑتے ہیں اِس میں اُنہوں نے شک پیدا کیا کہ شاید یہ اِلفاظ محفوظ نہ ہوں تو پھر اللہ تعالٰی نے اِس کا ایسے اِنتظام کیا کہ اِمام بخاری کے اُستاذ کی کتاب مصنف عبدالرزاق وہ چھپی جب میں وہاں پر تھا ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۲ء میں لبنان میں تو ہمارے محدثِ شہیر محدثِ اعظم ہندوستان کے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی وہاں پر تھے اَور وہ اُس وقت وہاں اِس کتاب کو اَیڈٹ کر رہے تھے چھاپنے کی کوشش کر رہے تھے تو اَکثر اُن سے نشست ہوتی تھی شام کو ہوٹل میں۔

تو اِمام بخاریؒ کے اُستاذ پھر اُن کے جو اُستاذ تھے شیبانیؒ پھر اُن کی بھی (کتاب) آگئی پھر اُن کے جو اُستاذ تھے یمن کے............نام اُن کا اَب یاد نہیں آرہا پھر اُن کی بھی آگئی پھر اُن کے جو اُستاذ تھے هَمَّام ابنِ مُنَبِّهْ حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید تو وہ بھی ڈاکٹر حمید اللہ جو پیرس میں تھے اُنہوں نے وہاں کے کتب خانہ سے نکلوا کر چھپوالی تو وہ درمیان میں جو اِنقطاع تھا چند واسطوں کا وہ ختم ہو گیا۔ اَب وہ ہی ساری بخاری کی حدیثیں اُسی طرح محفوظ ہیں مسند عبدالرزاق میں ہے ایک لفظ کے فرق کے بغیر۔ اِبن اَبی شیبہؒ نے بھی وہ ساری اَحادیث لیں ایک لفظ کے فرق کے بغیر تو واسطے درمیان کے جو چھوٹے ہوئے تھے وہ بھی سارے چھپ گئے۔

اَور دُوسرا یہ اللہ تعالٰی نے اِنتظام کیا دُنیا کے سامنے کہ حضورِ اَکرم ﷺ کے مکتوبات دریافت ہونا شروع ہوئے۔ ہمارے ہندوستان میں دیوبند میں محفوظ بھی ہیں اُنہوں نے مکتوباتِ نبوی کے نام

سے کتاب لکھی جس میں بہت سارے مکتوبات ہیں تو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جو کتاب لکھی اِتنی موٹی کتاب ہے......مکتوبات خلفائے راشدین کہ حضور ﷺ نے اَور قوموں کے ساتھ جو معاہدے کیے تھے جو اِیگرمنٹ ہوئے تھے ساڑھے چارسو سے زیادہ بلفظہٖ اُن کو نقل کر کے اُن کی تشریح کی تو مکتوبات دریافت ہونا شروع ہوئے، سب سے پہلے جو مکتوب دریافت ہوا ایک مستشرق تھا فرانس کا............ جیسا نام تھا اُس کا وہ علمی تحقیق کے طور پر مصر گیا تھا ایک عیسائی خاندان میں ٹھہرا اُس کے ہاتھوں مکتوب لگ گیا جو مقوقس کو حضورِ اَکرم ﷺ نے لکھا تھا خط، اُس زمانہ کا جو بادشاہ تھا مصر کا اُس نے پریس کے سامنے پیش کر دیا اَور اُس زمانہ میں خلافتِ عثمانیہ موجود تھی آخری دَور تھا خلافتِ عثمانیہ کا سلطان عبد المجید غالبًا تھے اُنہوں نے اُس زمانہ میں دوسو یا تین سو پونڈ میں اُسے خرید لیا اَور آپ بھی دیکھ سکتے ہیں میں نے بھی دیکھا ہے ٹوپ کاپی میوزیم (TOPKAPI MUSEUM) ہے اِستنبول ترکی میں تو وہاں پر سونے کے فریم میں لگایا گیا ہے وہ مکتوب۔

دُوسرا آپ کا مکتوبِ گرامی جو حبشہ کا بادشاہ تھا دُوسری جنگ عظیم کے موقع پر.........نام تھا اُس کا اَب حبشہ کے دوٹکڑے ہوگئے اریٹریا اَور ایتھوپیا جب ایک ملک تھا حبشہ نام تھا تو اُس نے اپنے سرکاری خزانہ سے نکال کر پریس کے سامنے رکھا اُس زمانہ میں ٹی وی بھی آگیا تھا اَور ٹی وی پر بھی آیا تھا پھر اُس زمانے میں دو سپر پاور تھیں جیسے اَمریکا اَور رشیا۔ پرشین ایمپائر اَور رُومن ایمپائر آپ کے مکتوبِ گرامی اِن کے نام جو تھے رُومن ایمپائر کے شہنشاہ..........جو ہے وہ ساٹھ ستر سال پہلے اسپین سے ہوتا ہوا مکہ پہنچ گیا، شریفِ مکہ کا دَور تھا ترکی حکومت تھی وہاں پر تو شریف مکہ عبداللہ جو ہیں اُردن کے موجودہ جو عبداللہ ہیں حکمران اُن کے پردَادا تو وہ لے کر گئے اُردن کے میوزیم میں وہ خط موجود ہے جو حضور پاک ﷺ نے ہرقل کو لکھا تھا۔ پرشین ایمپائر کا جو ہرمز تھا اُس کو آپ نے جو مکتوبِ گرامی لکھا تھا جس کو پھاڑ دیا تھا اُس نے کہ میں شہنشاہ ہوں میرا نام کیوں نہیں لکھا تو وہ مکتوب بھی ۱۹۶۳ء میں لبنان کے عیسائی وزیر خارجہ............نے پریس کے سامنے رکھ دیا۔

تو یہ چار اہم ترین مکتوب سیاسی لحاظ سے دو سپر پاور کے نام اَور دو اَفریقہ کے شہنشاہوں کے

نام، جب یہ نمایاں ہوگئے سامنے آگئے تو لوگوں نے موازنہ کیا تقابل کیا کہ ہم بھی اِن مکتوبات کو اَحادیث کی کتابوں میں گیارہ بارہ سال سے پڑھ رہے ہیں کہ آپ نے یہ اِلفاظ لکھے قیصر کو، یہ اِلفاظ لکھے نجاشی کو، اَب اَصل چیز بھی سامنے آگئی اَب دیکھیں مِلا کر تو حیران رہ گئے کہ ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہے ہو بہو حالانکہ سیاسی مکتوب ہیں اَور مکتوب ایسی چیز ہوتی ہے کہ ہر آدمی کو پتہ بھی نہیں ہوتا ایک مملکت کا سربراہ کسی مملکت کے سربراہ کو لکھ رہا ہے ہر آدمی کو کیا پتہ کیا لکھ رہا ہے۔ غالبًا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں تو حیران رہ گئے کوئی فرق اُس میں نہیں آیا۔

حالانکہ ہر محدث جب حدیث کو نقل کرتا ہے تو اَو کما قال رسول اللہ ﷺ لکھتا ہے کیا مطلب ! کہ محدث اِلفاظ کی گارنٹی نہیں لیتا ذمہ داری کہ حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی تھی کہ اُس کا مفہوم یہ تھا اِلفاظ یہی تھے یا قریب قریب تھے۔ تو اِن مکتوبات کی دریافت سے اِس بات کا ثبوت مل گیا کہ قرآن تو اللہ کی کتاب اپنی جگہ پر حدیث کے الفاظ بھی وہی ہیں جو حضورِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے تھے۔ تو قرآن بھی محفوظ ہے اَحادیث بھی محفوظ ہیں اَور ہر چیز محفوظ ہے۔

آپ دیکھیں کہ محدثین نے کتنی دقیق النظیر حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ آپ کا حدیث بیان کرتے وقت جو سٹائل تھا جو طرز تھا اُس کو بھی محفوظ کر دیا کہ فلاں آدمی سے بات کرتے وقت آپ کے دو دانت مبارک نظر آئے یا آپ مسکرا دیے تھے حدیث میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دِل پر سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے جب توبہ کرتا ہے تو نکل جاتا ہے آپ نے ہاتھ سے تشبیہ دی تو آپ کی ہیئت تک کو محفوظ کر دیا تو آپ اِس علم کو حاصل کرنے کے لیے یہاں موجود ہیں جو محفوظ ترین علم ہے اَور پوری دُنیا کی اِنسانوں کی بہبودی کے لیے ہے۔

پھر قرآن کی برکت سے عربی زبان محفوظ ہے دُنیا کی ہر زبان تین سو سال میں تبدیل ہو جاتی ہے، تین سو سال پہلے جو اُردو بولی جاتی تھی وہ آج نہیں بولی جاتی جو آج بولی جا رہی ہے تین سو سال بعد یہ زبان نہیں ہوگی اَور پانچ سو سال میں مکمل بدل جاتی ہے۔

برطانیہ کا ایک بڑا شاعر گزرا ہے چوسر نام تھا اُس کا اَدب کی کتابوں میں اُس کی نظمیں ہوا کرتی

تھیں شاید چار سو سال پہلے کا دَور ہے لیکن وہ انگریزی آج پڑھی نہیں جاتی اَور سمجھی نہیں جاتی نہ اُس کا کوئی لفظ ڈکشنری میں ملتا ہے نہ کوئی گرائمر کا نحو کا اُصول اُس پر چلتا ہے نہ اُس کے سپیلنگ وہ ہیں جو آج ہوتے ہیں۔ اِس لیے پڑھتے تھے کہ وہ ایک شاعر مانا جاتا ہے یہ اُس کی شاعری ہے یعنی چار سو سال میں سب سے مہذب ماڈرن زبان انگریزی کو آج کوئی سمجھنے والا نہیں ہے۔ وہ شاعر اگر آج دوبارہ پیدا ہوجائے اَور اِنگلینڈ میں آئے لندن میں تو اُسے کوئی راستہ بتانے والا نہیں ملے گا۔ اَور ایک عرب عالم نے آج سے پندرہ سال پہلے زمانۂ جاہلیت کی شاعری کو جمع کیا ہے اِتنی موٹی کتاب حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے دادا عبدمناف بلکہ اُن کے بھی دادا کے زمانہ کی ہے یعنی دو سو چالیس عیسوی آپ کی دُنیا میں تشریف آوری سے ساڑھے تین سو سال پہلے کی اَور اُس کے اِلفاظ ایسے ہیں کہ آپ میں سے جو عربی کے طالب علم ہیں وہ اُسے سمجھ لیں گے۔ ایک شعر تھا اُس کا ع

ظننت بآلِ فاطمة جوزا ادرک ثریا

اَب یہ اِلفاظ تو اُردو میں مستعمل ہیں ''ثریا'' اَور ''جوزہ'' ستاروں کے نام ہیں سیاروں کے نام ہیں اَخبارات میں ہر ہفتے شرکیات اَور توہمات چھپتی ہیں کہ آپ کا ہفتہ کیسے گزرے گا اِسی طرح آل کا لفظ اُردو میں اِستعمال ہوتا ہے اَور فاطمہ کا لفظ بھی اُردو میں اِستعمال ہوتا ہے۔ آج اگر حضور کے دادا کے دادا بھی دُنیا میں آجائیں تو کسی عرب ملک میں نہیں برطانیہ میں آجائیں ماسکو میں آجائیں واشنگٹن میں آجائیں تو وہ جو زبان بولیں گے وہ آج ہر آدمی سمجھتا ہوگا اُن کو۔ تو زبان بھی محفوظ ہ ہے یہ واحد قرآن کی برکت ہے کہ عربی زبان جو آج سے یعنی قرآن کے نزول سے بھی دو تین سو سال پہلے بولی جاتی تھی وہ زبان آج بولی سمجھی اَور لکھی جارہی ہے۔

اِسی طرح پر جو علوم قرآن نے دیے ہیں ایک بہت بڑے محدث اَور فقیہ مالکی مذہب کے گزرے ہیں اَبوبکر نام تھا اُن کا تو اُنہوں نے ایک ہزار سال پہلے لکھا ہے کہ مسلمانوں نے دُنیا کو تین سو جدید علوم نکال کردیے ہیں اَور فرمایا کہ یہ سارے علوم شرائع سنت ہیں اَور سنت شرائع قرآن گویا قرآن جو جہت فراہم کرتا تھا کہ سارے علوم جہاں سے پھوٹتے تھے اِس کی شاخیں دینی اَور دُنیاوی دونوں، وہ

جڑ قرآن فراہم کرتا ہے سارے علوم اِس سے نکل کر آتے ہیں لیکن اُس قرآن کا ہمیں ذوق ہی پیدا نہیں ہورہا قرآن کو سمجھنے کا اَور اُس میں غور و خوض کرنے کا۔

ایک بہت بڑے عالم ہیں مصر کے اُنہوں نے یہ بات لکھی ہے کہ اللہ نے جو قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے تو قرآن محفوظ کر لیا حدیث کے بغیر، اِس کی شرح حدیث سے سمجھ میں آتی ہے اَور حدیث محفوظ ہے سیرت کے بغیر۔ تو اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے اَور سیرت کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے اَور جب تک حدیث اَور سیرت محفوظ نہیں ہوگی تو قرآن کیسے محفوظ رہے گا اُس کا مفہوم آپ کیسے قائم کرو گے تو گویا حفاظت کا وعدہ صرف قرآن کے اِلفاظ کا نہیں ہے قرآن کے معنٰی اَور مفہوم کا بھی ہے اَور وہ حدیث اَور سیرت کے بغیر نہیں ہوگا۔ اَور ہمارا اِیمان ہے یقین ہے کہ دُنیا کا کوئی اِنسان مشرق سے مغرب تک دُنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتا اِس قرآن اَور سنت کے علم کے بغیر، یہ ہمارا اِیمان ہے جب ہمارا اِیمان ہے تو ہماری ذمہ داری ہے کہ دُنیا کے سب اِنسانوں تک اِسے پہنچائیں۔

تو یہاں پر رہ کر ایک تو ہم نے کتاب کے اِلفاظ سیکھنے ہیں پھر اَساتذۂ کرام سے زندگی بھی سیکھنی ہے، اَصل زندگی ہے کتاب اَصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ اللہ نے دُنیا میں نبی بہت بھیجے کتابیں تھوڑی بھیجیں چار کتابیں اُتری ہیں صرف، اَور صحیفے ایک سو بیس کے قریب لیکن زندگیاں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اَکثر اللہ نے نبیوں کو اِس طرح بھیجا کہ جس میں ہدایت تھی رہنمائی تھی روشنی تھی اَنوارات تھے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا دُنیا اَور آخرت کی کامیابی کا اَور اللہ نے کوئی کتاب ایسے نہیں بھیجی کہ لو یہ کتاب لے لو پڑھ لینا، سمجھ لینا، عمل کر لینا کامیاب ہوجاؤ گے، کتابیں بہت ساری ہوں اَور اُس کے مطابق زندگیاں نہ ہوں تو کسی کو رہنمائی اَور ہدایت نہیں ملے گی، کتاب کوئی نہ ہو لیکن صحیح زندگی موجود ہو تو ہزار ہا اِنسان اِس سے فائدہ اُٹھائیں گے تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب جو ہے اِسے ہماری زندگی میں بھی داخل ہونا چاہیے ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو وہ حضور والی نماز ہمارے اَندر آنی چاہیے وہ اَخلاق آنے چاہئیں جو کچھ قرآن میں حدیث میں ہم پڑھتے ہیں وہ جب تک

ہماری زندگی میں نہیں آئیں گے۔

یہ اللہ کا فطری اُصول ہے کہ ایک بچہ جو ہے وہ زندگی سیکھتا ہے ماحول سے کتابوں سے نہیں سیکھتا۔ اگر آپ غور فرمائیں تو ہماری زندگی کے اَکثر اُصول وہ ہیں جو ہم نے ماحول سے سیکھے ہیں کتابوں سے نہیں سیکھے۔ ہم نے دیکھنا کتاب سے نہیں سیکھا، ہم نے سننا کتاب سے نہیں سیکھا ہمارے معاشرے میں صحیح سنتے تو ہم بھی صحیح سننے لگے اَور غلط سنتے تو ہم بھی غلط سننے لگتے، چلنا کتاب سے نہیں سیکھا، اَکثر آدمی کتاب سے نہیں سیکھتا ماحول سے سیکھتا ہے اگر گھر میں صحیح ماحول ہے اللہ کے اَحکامات ہیں سنت کی اِتباع ہے دین ہے تو بچے کو گھر سے صحیح ماحول ملے گا اَور اگر بچے کو صحیح زندگی مل جائے اُس کا دیکھنا صحیح، بولنا صحیح، سننا صحیح، سوچنا صحیح، اُس کی زندگی صحیح ہو تو وہ جو علم حاصل کرے گا قرآن کا سنت کا تو اللہ اُسے علمِ نافع بنائیں گے اَور اُس سے فائدہ ہوگا اَور اُس کے ذریعہ ہزاروں کو فائدہ پہنچے گا لیکن اگر زندگی غلط ہو، بولنا ہی غلط ہے، دیکھنا ہی غلط، سننا ہی غلط، چلنا ہی غلط، بیٹھنا ہی غلط، سونا ہی غلط، اگر زندگی غلط ہے تو اگر سارے قرآن کا حافظ بن جائے سارے علوم اِسلامیہ حاصل کر لے لیکن وہ علم اُس کے خلاف حجت بنے گا یہ خود برباد ہوگا اَور اِس کے ذریعے نہ جانے کتنے برباد ہوں گے کیونکہ علم تو سیکھ لیا زندگی نہیں سیکھی۔

اَور زندگی سیکھنے کے لیے آپ کو مدرسہ کے بعد کوئی وقت نہیں ملے گا کہ نو سال یہاں پر آپ علم سیکھ لو اَور نو سال بعد میں آپ زندگی سیکھ لینا تو وہ یہیں سیکھنی پڑے گی آپ کو، آپ نے علم کا اَور عمل کا کتاب کا اَور زندگی کا دونوں کا جامع مجموعہ بن کر یہاں سے نکلنا ہے۔ اَور قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے جو قصص بیان کیے اِن کا مقصد کیا ہے صرف رہنمائی ہے، کوئی کہانیاں نہیں ہیں آپ توریت اَور انجیل کو پڑھیں تو وہ کہانیاں ہیں یعنی توریت کو اگر آپ پڑھیں گے تو میرے خیال سے ۳۹ کتابیں ہے، پہلی کتاب کا نام ہے پیدائش۔ اَب پہلے کیا پیدا ہوا اُس کے بعد کیا پیدا ہوا اُس کے بعد کیا پیدا ہوا لمبی فہرست جیسے مردم شماری کے رجسٹر ہوتے ہیں آپ محکمہ مردم شماری میں جائیں تو وہاں جو رجسٹر ہوتے ہیں تو اِس طرح ملیں گے تو اُن کی کتابیں ملتی ہیں کتاب پیدائش کتاب فلاں فلاں عنوان کے اِعتبار سے

قرآن اِس طرح پر نہیں ہے اگر قرآن میں بھی اللہ اِس طرح کرتے کہ یہ سورت جو ہے قانون کی ہے، یہ سورت عقائد کی ہے، یہ سورت عبادت کی ہے، یہ سورت فلاں کی ہے تو پھر جس کو دلچسپی ہوتی کوئی فلسفہ کی کوئی قانون کی کتاب پڑھتا جسے عبادت کی ہوتی وہ عبادت کی پڑھتا لاکھوں کروڑوں یہودی عیسائی ملیں گے آپ کو جنہوں نے پوری توریت اِنجیل کبھی نہیں پڑھی اپنی دلچسپی کا باب پڑھ لیا بس۔

پھر قرآنِ پاک میں نبیوں کی زندگی تاریخ کے طور پر نہیں ہے ہدایت کے طور پر ہے یعنی نبیوں کے اُن پہلوؤں کو اُن اَوصاف کو نمایاں کیا جو اللہ ہمارے اَندر دیکھنا چاہتے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کم و بیش دُنیا میں آئے اللہ کی آخری کتاب ہے دو چار سو نبیوں کا تذکرہ ہو جاتا وہ لے دے کر پندرہ سترہ کا ذکر ہے وہ اُن لوگوں کے ہیں جن سے واقف ہیں اُس علاقہ کے بس ایک جامع بات کہہ دی **لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ** ہر جگہ ہم نے بھیجے ہیں اِس پر اِیمان رکھو یہ سچے تھے برحق تھے رہنمائی کے لیے بھیجے گئے اگر قرآن میں کسی ہندوستان یا چائنا کے نبی کا ذکر ہوتا تو پھر وہ بات ہدایت سے بڑھ کر تاریخ تک آجاتی کہ معلوم کرو کہ وہ کون تھے کہاں آئے اَور اُن کے ساتھ کیا سلوک ہوا مؤرخ والا سارا کام شروع ہو جاتا تو مقصد تھا ہدایت رہنمائی لینا پھر جو صفات جو اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ جس میں صبر بھی ہو شکر بھی ہو قربانی بھی ہو اللہ کے لیے ہجرت بھی ہو ظالم کے سامنے حق بات کہنا بھی ہو۔

صبر کے لیے حضرت اَیوب علیہ السلام کا نمونہ پیش کر دیا، شکر کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کا نمونہ پیش کر دیا قربانیاں سارے نبیوں نے دیں لیکن حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا نمونہ پیش کیا، ظالم کے سامنے حق بات سب نے کی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمونہ پیش کر دیا۔ تو یہ وہ صفات ہیں جو تم نے حاصل کرنی ہیں تو گویا قرآن پڑھنے والا اَپنا وقت نبیوں کے صحبت میں گزار رہا ہے غیر شعوری طور پر ہر نبی کی صفت سے اُس کا دِل و دماغ اَور اُس کی طبیعت و مزاج متاثر ہو رہا ہے تو قرآن کو ہدایت کے لیے آدمی پڑھے کہ اِس میں کون سی صفت مجھے کس نبی سے حاصل کرنی ہے اَور قرآنِ پاک نے بہت ہی اِختصار کے ساتھ کئی چیزیں کہہ دی ہیں یعنی مکی سورتوں میں آپ دیکھیں چھوٹے چھوٹے لفظ ہیں اُس میں جہانِ معنیٰ چھپا ہوا ہے سمندر ہے معنوں کا اَور وہ سمجھ میں کب آئے گا جب آپ کی حدیث اَور سیرت پر گہری نظر ہوگی جب بیک وقت پس منظر سے آپ واقف ہوں گے۔

دیکھیے کسی کا بیٹا اگر اِنگلینڈ میں پڑھتا ہوا یک زمانہ میں ٹیلی گراف ہوتا تھا اَب تو ٹیلیفون ہے اِی میل ہے ڈائریکٹ بات ہوجاتی ہے اُس زمانہ میں تار اَور ٹیلی گراف ہوتا تھا اُس کے اِلفاظ ہوتے تھے لیکن جو بیک گراؤنڈ سے واقف ہو وہ بات سمجھ لیتا تھا مثلاً ایک پڑھ رہا ہے وہاں پر اُس نے اَپنے باپ کو تار بھیجا اَب بڑے سے بڑے عالم کے پاس آپ جاؤ گے تو ترجمہ کردے گا لیکن جو باپ ہے اُسے پسِ منظر پتہ ہے جب اُس کے سامنے ترجمہ کرے گا تو وہ سمجھ جائے گا پوری بات کہ پیسے کس کو بھیجنے ہیں کہاں بھیجنے ہیں کب بھیجنے ہیں کتنے بھیجنے ہیں کس مقصد کے لیے بھیجنے ہیں کیوں بھیجنے ہیں اُسے سب پتہ ہے تو سیرت اَور اَحادیث اَور صحابہؓ کی زندگی جب تک اِس پر گہری نظر نہیں ہوگی آپ وہاں تک پہنچ ہی نہیں پائیں گے تو یہ جو علوم ہیں یہ بھی قرآن کا تتمہ ہیں تخریج ہیں پھر قرآنِ پاک میں کئی جگہ ایسے کیا کہ اِشاروں میں بات کہہ دی قرآن کا طرزِ بیان جو ہے وہ مخاطبانہ ہے مقرر جس طرح تقریر کرتا ہے مصنف کی طرح تحریر نہیں ہے، مطلب میں آپ کے سامنے دین کی بات کر رہا ہوں اَب میں مسلمانوں کے موجودہ حالات پر کوئی تبصرہ شروع کروں اَور مجھے باطل جو طاقتیں دُنیا کی ہیں میں اُن کو مخاطب کر کے کہوں گا خبردار ہم ہر مرحلے کے لیے تیار ہیں تو آپ تو سمجھ رہے ہیں کہ میں یہ کس کو کہہ رہا ہوں لیکن اگر بریلوی آجائیں تو وہ لوگ نہیں سمجھیں گے کہ کس کو کہہ رہے ہیں یہ۔

اِس لیے قرآنِ پاک کو صحابہؓ نے سمجھا تابعینؒ نے سمجھا تبع تابعینؒ نے سمجھا جس طرح اِلفاظ کی سند ہے اِس طرح مفہوم کی سند بھی محفوظ ہے کہ کس لفظ کے کیا معنٰی ہیں کیا مراد ہے یہاں پر۔ ایک ہمارے دوست ہیں بھارت میں فلم میکر مہیش بھٹ وہ ہمارے پاس آتے رہتے ہیں میں نے ایک بار اُن کو کہا کہ آپ فلم جو بناتے ہیں تو اُس میں کم سے کم بیس بیس سال فلم میں آپ دِکھا دیتے ہیں۔ اِسی طرح قرآن میں بھی ایک دو لفظ میں ایک دو جملوں میں پورا منظر کھینچ دیا وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ٹھہرو اِن سے سوال جواب ہوگا اَب پورا حشر کا منظر اللہ کی غضبنا کی اَور کیا حالت ہوگی سب منظر چند اِلفاظ میں آگئے تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے بڑا اِحسان کیا کہ آپ کو علوم کے لیے اللہ کے علم کے لیے علمِ الٰہی کے لیے قرآن وسنت کے علم کے لیے بھیجا۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

قسط : ۲

سیرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام مبارک آپ کا عبداللہ ہے، لقب صدیق [۱] اَور عتیق۔ یہ دونوں لقب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا [۲] فرمائے تھے۔کنیت اَبوبکر۔نسب آپ کا آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مِل جاتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں پشت میں ایک نام ''مُرّہ'' ہے اُنکے دوفرزند تھے، کلاب اَور تیم کلاب کی اَولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اَور تیم کی اَولاد میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

وِلادت باسعادت :

وِلادت آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وِلادت باسعادت سے دو برس کئی مہینے بعد ہوئی اَور دو برس کئی مہینے بعد وفات پائی، عمر بھی ترسٹھ برس کی ہوئی۔

رنگ آپ کا سفید تھا جسم لاغر تھا، رُخساروں پر گوشت کم تھا، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، بال سفید ہوگئے تھے مہندی اَور نیل کا خضاب لگایا کرتے تھے، بڑے نرم دِل اَور نہایت بردبار تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں سب سے سابق وفائق تھے۔حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر رہے اَور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔

خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خطاب آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اَور کے لیے اِستعمال نہیں ہوا۔خلفائے مابعد اَمیر المؤمنین کہہ کر پکارے گئے۔

---

[۱] ''صدیق'' کے معنٰی بڑا سچا ہے اَور شریعت میں یہ ایک خاص مرتبہ ہے جس کی سرحد نبوت کی سرحد سے ملی ہوئی ہے اَور ''عتیق'' کے معنٰی آزاد کے ہیں یعنی عذابِ آخرت سے آزاد۔ [۲] دیکھیے تاریخ الخفاء اَور ازالۃ الخفاء

دو برس تین مہینے نو دِن تختِ خلافت پر متمکن رہ کر ۲۲؍ جمادی الاخری ۱۳ھ کو مابین مغرب و عشاء اِس دارِ فانی سے رِحلت کی اَور اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کے پہلو میں اُسی روضۂ مقدسہ کے اَندر قیامت تک کے لیے جائے اِستراحت پائی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ اَرْضَاہُ۔

آپ کی اَولاد میں تین لڑکے تھے حضرت عبداللہؓ جو غزوۂ طائف میں بمعیت رسول خدا ﷺ زخمی ہوئے اَور اُسی زخم کی وجہ سے اپنے والد کی شروعِ خلافت میں وفات پائی۔ حضرت عبدالرحمنؓ اَور محمدؓ اَور تین ہی لڑکیاں بھی تھیں۔ حضرت اَسماءؓ والدہ عبداللہ بن زُبیر، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اَور اُم کلثومؓ جو حضرت صدیقؓ کی وفات کے وقت شکمِ مادر میں تھیں۔

حالات قبل اِسلام :

اَشرافِ قریش میں سے تھے، بڑی عزت اَور وَجاہت وثروت رکھتے تھے تمام اہلِ مکہ اُن کو اِس قدر مانتے تھے کہ دِیت اَور تاوان کے مقدمات کا فیصلہ اِن ہی کے متعلق تھا، جب کسی کی ضمانت کر لیتے تھے تو قابلِ اِعتبار سمجھی جاتی تھی سب لوگ اِن سے محبت کرتے تھے اَور لوگوں کے بہت کام اِن سے نکلتے تھے۔

اہلِ عرب کے نسب کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے، فن شعر میں اچھی مہارت تھی، نہایت فصیح و بلیغ تھے مگر اِسلام کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی اَور کبھی بت پرستی نہیں کی۔ (اِزالۃ الخفاء و صواعق محرقہ)

بچپن سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ فدائیانہ محبت رکھتے تھے جب آنحضرت ﷺ صغرسنی میں اپنے چچا اَبو طالب کے ساتھ ملکِ شام کو جانے لگے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلالؓ کو کرایہ پر لے کر آپ کی خدمت کے لیے ساتھ بھیجا اَور ایک خاص قسم کی روٹی اَور روغن زیتون ناشتہ کے لیے آپ کے ہمراہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول خدا ﷺ کے ساتھ جو ہوا اُس میں اِن کی کوشش بھی شریک تھی۔ (جاری ہے)

قسط : ٦

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زِندگی اَور ہمارا عمل

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

جنگِ قادسیہ میں حضرات ِصحابہ رضی اللہ عنہم کا جرأت مندانہ کردار :

اَمیر المؤمنین سیّدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت (۱۴ھ) میں حضرات ِصحابہ رضی اللہ عنہم نے قادسیہ کے میدان میں دُنیا کی سپر طاقت کسرٰی کی فوج کو عبرتناک شکست دی اَور جرأت وحمیت اَور سادگی کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ دُنیا ششدر رہ گئی اَور اُن کا یہ بے مثال کردار تاریخ کے صفحات پر آبِ زر سے نقش ہوگیا۔ ایک طرف حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں اِسلامی لشکر تھا جو زیادہ سے زیادہ آٹھ ہزار اَفراد پر مشتمل تھا، دُوسری طرف شاہِ کسرٰی ''یزدجر'' نے اپنے بھروسہ مند کمانڈر ''رُستم بن الفرخزاذ'' کی قیادت میں ایک لشکرِ جرار روانہ کیا جس میں ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ بیس ہزار لڑاکے شامل تھے اَور پیچھے سے مزید کمک کی تیاری تھی، اِس عظیم الشان لشکر میں گھوڑوں کے علاوہ ۳۳ ہاتھی بھی تھے جن میں ایک ہاتھی سفید تھا مگر یہ سب باتیں حضرات ِصحابہ رضی اللہ عنہم کو قطعاً مرعوب نہ کرسکیں بلکہ اِن حالات سے اُن کا حوصلہ اَور اللہ پر توکل مزید بڑھ گیا۔

حضرات ِصحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس وقت اپنے دُشمنوں کے سامنے کیا کردار پیش کیا اِس کا کچھ اَندازہ اِس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب دونوں فوجوں نے آمنے سامنے پڑاؤ ڈالا تو رُستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اپنا کوئی نمائندہ بھیجیں تاکہ ہم اُس سے گفتگو کریں، چنانچہ اَولاً حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اَور پوری جرأت کے ساتھ اِسلامی تعلیمات کا تعارف کرا کے واپس تشریف لائے، اِس کے بعد حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کو اِس سفارت کے لیے مقرر کیا گیا، اِن کی آمد سے پہلے ہی رُعب ڈالنے کے لیے رُستم کے فوجیوں نے زبردست سجاوٹ کا اِہتمام کیا، رُستم کی قیام گاہ

کے راستوں میں سونے کے تاروں کے نقش و نگار والے قالین اَور ریشم کے غالیچے بچھا دیے گئے اَور قیمتی ہیرے جواہرات جا بجا بکھیرے گئے اَور رُستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیا اَور خود اُس کے سر پر تاج رکھا گیا، اَلغرض دُنیوی زیب و زینت کی کوئی چیز چھوڑی نہیں گئی۔ دُوسری طرف ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ معمولی قسم کے کپڑے زیبِ بدن تھے، ایک تلوار تھی جس پر چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے، ایک ڈھال، ایک نیزہ جو گلے میں لٹکا تھا اَور سر پر خود تھی اَور ایک پستہ قد گھوڑے پر سوار تھے۔ اِسی حال میں قالینوں تک پہنچے اَور ایک قالین پر گھوڑے کو کھڑا کر کے اُس کی لگام قالین میں سوراخ کر کے وہیں باندھ دی۔ رُستم کے پہرے دَاروں نے کہا کہ آپ ہتھیاروں کو یہیں رکھ دیجئے اِن کے ساتھ رُستم کے سامنے نہیں جا سکتے۔ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خود نہیں آیا تم لوگوں نے مجھے دعوت دی ہے اگر ہتھیار کے ساتھ اَندر جانا منظور نہیں ہے تو میں یہیں سے واپس جاتا ہوں مجھے رُستم کی ملاقات منظور نہیں ہے، یہ بات اَندر پہنچائی گئی تو رُستم نے اَندر آنے کی اِجازت دے دی۔

اَب آپ اِس طرح اَندر تشریف لے گئے کہ اپنے نوک دَار نیزے سے راستے میں پڑنے والی قالینوں کو جگہ جگہ سے کاٹ کر خراب کر دیا اَور رُستم کے سامنے پہنچ کر زمین پر بیٹھ گئے اَور اپنا نیزہ ایک قالین میں گاڑ دیا۔ رُستم نے پوچھا کہ آپ زمین پر کیوں بیٹھے؟ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تمہاری اِس زیب و زینت پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ پھر رُستم نے پوچھا کہ آپ لوگوں کی یہاں (ملک فارس میں) آمد کا مقصد کیا ہے؟ تو حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِس مقصد سے بھیجا ہے تاکہ ہم اِنسانوں کو بندوں کی غلامی کے بجائے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف لے جائیں اَور دُنیا کو تنگی سے نکال کر وسعت کی طرف لے جائیں اَور ظلم و زیادتی کی جگہ پر اِسلام کا عادِلانہ نظام قائم کریں، ہمیں اللہ نے اپنا دین لے کر بھیجا ہے، پس جو اِسے قبول کرلے گا تو ہم بھی تسلیم کرلیں گے اَور یہاں سے واپس چلے جائیں گے اَور جو نہیں مانے گا تو ہم اُس سے اُس وقت تک جنگ کریں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا نہ ہوجائے۔ رُستم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیا ہے؟ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعدہ یہ ہے کہ جو شہید ہوگا وہ جنت میں جائے گا اَور جو زندہ رہے گا وہ فتح یاب ہوگا۔

یہ گفتگو سن کر رُستم مرعوب ہوگیا اَور اُس نے لشکر کے سرداروں کو حقیقت تسلیم کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ سردار طاقت کے نشہ میں چور تھے، اُنہوں نے حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کے لباس کا مذاق اُڑایا تو رُستم نے جواب دیا کہ اِن کے لباس کو مت دیکھو بلکہ اِن کی رائے کی پختگی، گفتگو کے اَنداز اَور سیرت و کردار پر نظر ڈالو، عرب لوگ کھانے اَور پہننے میں سادگی اَپناتے ہیں مگر اپنے خاندانی کردار کی بھرپور حفاظت کرتے ہیں اِلٰی آخرہٖ ۔ (اَلبدایہ والنہایہ ۷/۴۴، ملخصاً، حیاۃ الصحابہ ۳/۶۹۷)

ایک روایت میں ہے کہ اِس واقعہ سے پہلے حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ نے کسرٰی یزدجرد کو اِسلام کی دعوت دینے کے لیے اُس کے دارُالخلافہ مدائن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک وفد بھیجا تھا، یہ وفد شہر مدائن میں اِس حال میں داخل ہوا کہ اِن کی چادریں اِن کے کندھوں پر پڑی ہوئی تھیں، ہاتھ میں کوڑے تھے، پیروں میں جوتے تھے اَور سواریاں بہت کمزور تھیں، مدائن کے لوگ اِنہیں بڑے تعجب سے دیکھتے تھے کہ بھلا یہ فاقہ زدہ فقیر لوگ ہمارے لشکرِ جرار کا کیسے مقابلہ کرسکتے ہیں؟ (اَلبدایہ والنہایہ ۷/۴۵)

لیکن تاریخ شاہد ہے کہ یہی سادہ لوگ جب اِیمانی قوت کے ساتھ میدانِ کارزار میں اُترے تو دُشمن کی لاشوں کے پرے کے پرے لگادیے، صرف جنگِ قادسیہ میں بیس ہزار کفار مارے گئے اَور خود رُستم بھی اپنی جان نہ بچاسکا اَور اِس کے بعد چند ہی دِنوں میں کسرٰی کی حکومت کا قیامت تک کے لیے نام و نشان مٹ گیا۔ (اَلبدایہ والنہایہ ۷/۴۸)

اِن واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہماری عزت دُنیوی رُسومات، تکلّفات اَور طور طریقوں میں نہیں ہے بلکہ ہمارا اَصل سرمایہ اِسلام ہے، ہم ظاہر میں کیسے ہی ہوں اگر ہمارا رَابطہ اِسلام اَور دین سے مضبوط ہوگا تو ہمیں عزت حاصل رہے گی اَور دین سے رابطہ میں جتنی کمی ہوگی اُتنا ہی ہم عزت سے دُور ہوتے جائیں گے۔ کاش کہ یہ حقیقت ہمارے دِل کی گہرائیوں میں پیوست ہوجائے۔

(جاری ہے)

تقریظ و تنقید

نام کتاب : علماءِ مظاہر علوم سہارنپور اَور اُن کی علمی و تصنیفی خدمات (پانچ جلد)
تصنیف : مولانا سیّد محمد شاہد سہارنپوری، اَمینِ عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
صفحات : ۱۹۲۷
سائز : ۲۳x۳۶/۱۶
ناشر : مکتبہ یادگارِ شیخ محلّہ مبارک شاہ، اُردو بازار سہارنپور، اِنڈیا
قیمت : درج نہیں

علمی حلقوں میں حضرت مولانا سیّد محمد شاہد صاحب زید مجدہم کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لائق و وفائق نواسے ہیں، درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں، بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آپ کے قلم سے نکل کر دَادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ پیش نظر کتاب ''علماءِ مظاہر علوم سہارنپور اَور اُن کی علمی و تصنیفی خدمات'' آپ کی نہایت وقیع اَور ضخیم کتاب ہے جو تقریبًا دو ہزار صفحات اَور پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، آج سے تقریبًا تیس بتیس برس پہلے یہ کتاب دو جلدوں میں طبع ہوئی تھی۔

لائق مصنف کی نظر ثانی اَور ترمیم و اِضافہ کی بدولت اِس کی پانچ جلدیں بن گئیں۔ مولانا موصوف نے اِس عظیم کتاب میں شُہرہ آفاق علمی، دینی دَرسگاہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی نہایت جامع اَور مستند تاریخ نیز اُس کے نامور علماء و فضلاء کا تعارف اَور اُن کے علمی کارناموں اَور تصنیفی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش فرمایا ہے۔ کتبِ تاریخ و تذکرہ میں یہ کتاب ایک بیش بہا اِضافہ ہے جس سے تاریخ و تذکرہ سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فرد کو اِستغناء نہیں ہوسکتا۔ کتاب کی پانچوں جلدیں حسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی آراستہ ہیں کتابت و طباعت معیاری ہے۔ ہندوستان میں اِس کتاب کے

ملنے کا پتہ مکتبہ ''یادگارِ شیخ ''اُردو بازار محلّہ مبارک شاہ سہارنپور اِنڈیا ہے اَور پاکستان میں یہ کتاب ''کتاب سرائے'' غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور سے مِل سکتی ہے۔

نام کتاب : خارجی فتنہ (۲ جلد)

تصنیف : حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۹۸۴

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ مظہر التحقیق، متصل جامع مسجد ختم نبوت، کھاڑک ملتان روڈ لاہور

قیمت : ۴۵۰ روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

پیش نظر کتاب ''خارجی فتنہ'' میں کیا ہے اَور یہ کیوں لکھی گئی اِس کے بارے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف ؒ کی تحریر پیش کر دی جائے۔

چنانچہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ؒ تحریر فرماتے ہیں :

کتاب ''خارجی فتنہ'' حصہ اَوّل، سُنی ملت اِسلامیہ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، میں نے اپنے مضمون ''حضرت لاہوری ؒ فتنوں کے تعاقب میں'' کے علاوہ اپنی کتاب ''دفاعِ صحابہ'' میں بھی دَورِ حاضر کے خارجی فتنہ پر مختصر تبصرہ کیا تھا جس میں حسبِ ضرورت مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی صدیقی صدر شعبہ دعوت واِرشاد جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بعض نظریات پر بھی تنقید تھی، مولانا سندیلوی نے اِس کے جواب میں ایک رسالہ بنام ''قاضی مظہر حسین صاحب (چکوال) کے اِعتراضات کا جوابِ شافی'' شائع کر دیا، اُسی کے جواب الجواب میں زیرِ نظر کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی گئی ہے، شروع میں اِرادہ تو مختصر جواب لکھنے کا تھا اِس لیے چھوٹے سائز پر اِس کی کتابت بھی شروع کرادِی تھی لیکن زیرِ بحث مسائل میں

طوالت ہوتی گئی اَور کتاب کی ضخامت زیادہ بڑھ گئی جس کی وجہ سے کتاب دو حصوں میں کردی گئی ہے، حصہ اَوّل میں مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بحث ہے اَور حصہ دوم میں فسق یزید کی۔'' (خارجی فتنہ حصہ اَوّل ص ۱۹)

یہ کتاب آج سے تقریبًا پچیس چھبیس سال قبل چھپی تھی پہلے یہ ۱۶/۳۰×۲۰ سائز پر تھی اَب اِسے نئی کمپوزنگ کے ساتھ ۱۶/۳۶×۲۳ کے سائز پر جدید اَنداز سے طبع کیا گیا ہے، کتاب کا کاغذ اَور طباعت عمدہ ہے کتاب مارکیٹ میں دستیاب ہے، اِس موضوع سے تعلق رکھنے والے اَحباب ضرور اِس کا مطالعہ فرمائیں۔

۞

نام کتاب : ماہنامہ اَلفرقان لکھنو (اِشاعتِ خاص بیادِ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ)

مرتبہ : مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

صفحات : ۶۷۶

سائز : ۸/۲۶×۲۰

ناشر : دفتر ''الفرقان'' ۱۱۴/۳۱ نظیر آباد لکھنو، اِنڈیا

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) اُن عبقری شخصیات میں سے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے اِحقاقِ حق اَور اَبطالِ باطل کے ساتھ ساتھ دین وملّت کی اِصلاح واِشاعت کا خاطر خواہ کام لیا تھا، آپ کی شخصیت ہمہ جہت تھی جس موقع پر جس کام کی ضرورت ہوتی تھی آپ پیش پیش ہوتے تھے۔ اِس وقت ہمارے پیش نظر حضرت نعمانی رحمہ اللہ کی شخصیت سے متعلق شائع ہونے والا ماہنامہ اَلفرقان کا ضخیم نمبر ہے، اِس نمبر میں آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر بڑے بڑے حضرات کے مضامین شائع کیے گئے ہیں۔ حضرت نعمانی رحمہ اللہ کے علمی وعملی کارناموں کو جاننے کے لیے یہ نمبر نہایت مفید وکار آمد ہے، یہ نمبر شائع تو بہت عرصہ قبل ہوا تھا لیکن ہمارے پاس تبصرہ کے لیے حال ہی میں آیا ہے۔

۞ ۞ ۞

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۱؍ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ قدیم کریم پارک کے مدرس قاری محمد اِدریس صاحب کی عیادت کے لیے رائیونڈ تشریف لے گئے۔

۲۱؍ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب حضرت مولانا اَمیر حسین صاحب گیلانی ؒ کی اہلیہ مرحومہ کی تعزیت کے لیے اَوکاڑہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے اُن کے بڑے صاحبزادے سے تعزیت کی۔ تعزیت کے بعد جامعہ مسجد لکڑ منڈی کے خطیب مولانا قاری غلام محمود اَنور صاحب کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں مقامی علماءِ کرام سے بھی ملاقات ہوئی بعد نمازِ مغرب کھانے سے فراغت پر لاہور کے لیے واپسی ہوئی رات دس بجے بخیریت گھر پہنچے۔

۲۳؍ جنوری کو حضرت مولانا اَکرم صاحب طوفانی سرگودھا سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور طلباء سے بیان فرمایا بعد اَزاں حضرت مہتمم صاحب سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزواَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)